دوسرا ایڈیشن
این آر سی گائیڈ
یعنی
شہریت کیسے ثابت کریں؟
LAW
NRC
NATIONAL REGISTER OF CITIZENS
ڈاکٹر الیاس صدیقی

بسم اللہ تعالی

تقریظ

از: حضرت مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی
(سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ)

ذرا چشم تصور سے اس وقت کو دیکھئے جب اس ملک پر انگریزوں کا تسلط قائم تھا، ایسٹ انڈیا کمپنی تجارت کے نام پر پورے ملک پر قابض ہو چکی تھی، اور مغلیہ سلطنت کا چراغ بس برائے نام روشن تھا، جسے تیز ہوا کا کوئی بھی جھونکا بجھا سکتا تھا، اس نازک وقت میں خطرے کا احساس جن لوگوں نے کیا، کیا یہ حقیقت نہیں کہ وہ مسلمان علماء اور حکمراں ہی تھے؟ دہلی کی ولی اللہی درس گاہ سے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ شاہ عبدالعزیز کی مہر کے ساتھ صادر ہوا تھا، ''شام لال مکھرجی'' یا ''دیوان سنگھ'' کے دستخط سے نہیں، پھر ۱۹۴۷ء آزادی کی صبح روشن طلوع ہونے تک جان و مال کی قربانی اور قید و بند کی صعوبت کا ایک ایسا لانبا سلسلہ ہے، جس کا اختصار بھی سینکڑوں صفحات کا متقاضی ہے، اور یہ داستان درد و کرب اور یہ قصہ رنج والم آنکھوں پر قابو رکھ کر سنایا نہیں جاسکتا، پھر جب تقسیم ملک کا مرحلہ آیا ــ جس کے ذمہ دار اصلاً انگریز تھے اور دوسرے درجے میں ہندوؤں کی تنگ نظری اور مسلمانوں کی جذباتیت اور اپنے بڑوں پر عدم اعتماد کی اس میں کارفرمائی تھی ــ تو جنہیں جانا تھا وہ پاکستان چلے گئے مگر مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے نے اسی ملک میں جینے مرنے کی قسم کھائی، انہوں نے یہ طے کیا کہ چاہے موج بلا سر سے گزر جائے، ہم اپنے وطن کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے، اسی ملک میں رہیں گے، دین پر عمل اور اپنے حقوق کے تحفظ کے ساتھ جئیں گے اور جب مریں گے تو اسی زمین کا پیوند ہو جائیں گے۔ ہندوستانی مسلمانوں کا اس ملک میں قیام ان کی مجبوری نہیں وطن عزیز سے محبت کی نشانی ہے، مگر اس کو کیا کیجئے کہ آزادی کے بعد سے کچھ فرقہ پرست جماعتوں اور غلط ذہنیت کے افراد نے نفرت کی کاشت اور فرقہ واریت کا زہر پھیلانا شروع کیا، اور اقتدار کی کرسیوں پر بیٹھنے والے بہت سے لوگوں نے ملک میں بسنے

والے مسلمانوں کو نت نئے طریقے سے پریشان کرنے کا بیڑہ اٹھالیا، اقتدار "گلاب کے پھول" والوں کا ہو یا "کنول کے پھول" والوں کا، پریشانی بہرحال مسلمانوں کو اٹھانی پڑی، کبھی مسلم پرسنل لاء پر یلغار ہوئی، کبھی تعلیم کے بھگوا کرن کی کوشش، کبھی فسادات کے ذریعے قتل وغارت گری کا سلسلہ رہا تو کبھی بے گناہ مسلمانوں کی گرفتاری کا مرحلہ، بم دھماکوں کے ذریعے مسلمان ہی مرے اور مارنے والے بھی مسلمان ہی ٹھہرائے گئے، پھر پکڑ دھکڑ اور داروگیر کی آزمائشیں جاری رہیں ؎

ایک دو زخم نہیں جسم ہے سارا چھلنی

درد بے چارہ پریشاں ہے کہاں سے اٹھے

موجودہ اقتدار کے چند برسوں میں مسلمانوں نے جو کچھ جھیلا ہے اس کی داستان لانبی بھی ہے درد انگیز بھی! ارباب اقتدار کی حالت یہ ہے کہ ان کے پیش نظر ملک کی تعمیر وترقی کے منصوبے کم اور اقلیتوں کو پریشان کرنے کے نسخے زیادہ ہیں، ملک میں کرپشن بڑھ رہا ہے، راشن گھٹ رہا ہے اور بھاشن سر چڑھ کر بول رہا ہے، بینک دیوالیہ ہو رہے ہیں اور مالامال صرف "وجے مالیہ" ہو رہے ہیں۔ جی ڈی پی گر رہی ہے،، دادا گیری بڑھ رہی ہے، ہر طرف ہاہا کار مچی ہوئی ہے، ایسی نازک صورت حال میں ملک کو بچانے کی فکر کے بجائے این آرسی کا راگ الاپا جا رہا ہے، جس کے پیچھے فرقہ وارانہ سوچ چھپی ہوئی ہے، این آرسی کا مطلب ہے، نیشنل رجسٹر آف سٹیزن شپ (National Ragister Of Citizenship) آسان الفاظ میں اس کا ترجمہ ہوگا، شہریت کا قومی رجسٹر، اس رجسٹر کی یہ اہمیت ہے کہ جس کا نام اس رجسٹر میں درج ہوگا، وہی ملک کا شہری مانا جائے گا اور جس کا نام درج نہیں ہوگا، اس کی شہریت شک کے دائرے میں ہے، این آرسی کا نفاذ بظاہر کوئی بری بات نہیں معلوم ہوتی، یہ بات کہنے میں بھی اچھی معلوم ہوتی ہے کہ ملک میں بسنے والے افراد کا نام قومی رجسٹر میں درج ہونا چاہئے۔ مگر جس طرز اور انداز پر این آرسی کے نفاذ کی بات کی جارہی ہے اسے دیکھتے ہوئے صاف طور پر محسوس ہوتا ہے کہ ؎

مجھ تک کب ان کی بزم میں آتا تھا دورِ جام

ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

ابھی قریب میں آسام میں این آرسی کا تجربہ کیا گیا ہے، تقریباً سولہ سو کروڑ روپئے اور سات

سال کی مدت صرف ہوئی، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جب صرف ایک صوبے میں این آرسی کے نفاذ کی وجہ سے یہ گراں باری ہوئی ہے تو پورے ملک میں کتنی رقم اور کتنی مدت اس کے لیے درکار ہوگی، اور ملک کی بگڑی ہوئی اقتصادی صورت حال میں پیسوں کا یہ ضیاع ملک کے لیے کتنا نقصان دہ ثابت ہوگا، مگر ''سرکاروالاتبار'' کی ضد ہے کہ این آرسی ملک میں لاگو کی جائے گی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ این آرسی کا یہ مسئلہ ایک بڑا ''ہندو مسلم ایشو'' بننے کی پوری اہلیت رکھتا ہے، اور بابری مسجد کا معاملہ انجام تک پہنچ جانے کی شکل میں سیاست کے کالے توے کے لئے فرقہ واریت کی کسی نئی روٹی کی ضرورت ہے اور وہ ہے این آرسی، اس قومی مسئلے کو فرقہ وارانہ مسئلہ کس طرح بنایا گیا ہے، وہ بھی سمجھ لیجئے۔ جنوری ۲۰۱۹ء میں پارلیمنٹ میں سٹیزن شپ امینڈمنٹ بل (Amendment Bill) پیش کیا گیا ہے، (جس کی منظوری ابھی باقی ہے، مگر قانونی اصطلاح میں وہ بل ''لے'' ہو چکا ہے) اس بل میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ بیرونی ممالک سے جو ہندو، سکھ، بدھسٹ، عیسائی، جین اور پارسی ہندوستان آئے ہیں، انہیں ضروری کاروائی کے بعد ہندوستانی شہریت دی جائے گی، اس فہرست میں مسلمانوں کا کوئی ذکر نہیں ہے، ہمارے وزیر داخلہ امیت شاہ جی نے اپنی ایک سے زائد تقریروں میں زور دے کر یہ بات کہی ہے کہ بیرونی ملکوں سے جو ''شرنارتھی'' آئے ہیں ہم انہیں ملک سے نہیں نکالیں گے، البتہ جو ''گھس پیٹھیے'' ملک میں ہیں انہیں ملک میں رہنے نہیں دیں گے، اس حاشیے کو اوپر والے متن سے جوڑ کر دیکھئے تو بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ بیرونی ملکوں سے جو ہندو، سکھ، بدھسٹ، عیسائی، جین اور پارسی ہندوستان آئے ہیں وہ تو بے چارے ''شرنارتھی'' ہیں اور جو مسلمان ہیں وہ ہیں ''گھس پیٹھیے''۔ سدبھاونا کے نام پر میٹنگ کرنے والے اور نام نہاد دانشوران قوم وملت کو ''کلوخ کے ڈھیلے'' کے طور پر استعمال کرنے والوں کا اصل چہرہ یہ ہے، یہ ہے وہ اصل کھیل جو این آرسی کے نام پر کھیلا جارہا ہے، اس پورے معاملے کے پیش نظر سب سے اہم کام کاغذات کی فراہمی اور دستیاب کاغذات کی درستگی کا ہے، اس سلسلے میں سب سے پہلے مخدوم گرامی حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم (جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) نے آواز لگائی، اور مسلمانوں کو اس جانب متوجہ کیا، پھر اس حقیر نے تحریر اور تقریر کے ذریعہ بساط بھر کوشش کی جس کا اچھا نتیجہ نکلا، اور نہ صرف مہاراشٹر بلکہ دوسری ریاستوں کے مسلمانوں نے بھی اس طرف توجہ دی، اور کاغذات کے حصول یا کاغذات کی تصحیح میں لگ گئے، لیکن

اب بھی بہت سے علاقوں میں اس سلسلے میں لاعلمی ہے، یا علم کے باوجود غفلت اور بے فکری ہے، کہیں کہیں فکرمندی بہت ہے اور لوگ اس سلسلے میں واقفیت چاہتے ہیں مگر ان کو واقف کرانے کے لیے کوئی ذریعہ نہیں، اس مرحلے میں زیر نظر کتاب مفید ترین ہے، مصنف کتاب نے جب اپنے ایک خط کے ساتھ اس کتاب کا مسودہ تقریظ تحریر کرنے کے لیے مجھے بھیجا تو مجھے خوشگوار حیرت ہوئی اور بڑی مسرت بھی! حیرت اس پر کہ مصنف نے بہت کم وقت میں بڑے کام کی چیز تیار کر دی اور مسرت اس پر کہ ایک بہت اہم کام بروقت ہو گیا، فالحمد للہ علیٰ ذٰلک!

مصنف کتاب ڈاکٹر الیاس وسیم صدیقی صاحب نظر انسان ہیں، وہ کامیاب مدرس، قادر الکلام شاعر، اچھے خطیب اور نامور ادیب ہیں، پڑھنے پڑھانے، لکھنے لکھانے کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں، انہوں نے تدریس کے پیشے سے جڑ کر پڑھے لکھے افراد کی ایک پوری جماعت تیار کی ہے، ان کی قلمی کاوشوں کا چرچہ ادب کے ایوانوں میں ہوتا رہا ہے، علم وقلم اور زبان و ادب سے ان کا رشتہ نصف صدی پرانا ہے، اس تناظر میں حفیظ جالندھری کا یہ شعر معمولی تحریف کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے کہ

تعمیر و تشکیل فن میں جو بھی وسیم کا حصہ ہے
دو چار برس کی بات نہیں یہ نصف صدی کا قصہ ہے

ڈاکٹر الیاس وسیم صدیقی کے قلمی نقوش نے قلوب میں جگہ پائی ہے، اور ان کے ذوق تحقیق و جستجو کی داد بڑے بڑوں نے دی ہے، ''مالیگاؤں میں اردو نثر نگاری'' ان کے ذوق علم اور شوق جستجو کا شاہکار ہے، انہوں نے اس کتاب کے ذریعہ مالیگاؤں کے نثر نگاروں کے ذکر جمیل کو لباس جمیل عطا کیا ہے، ان کی یہ تصنیف بہتر مواد اور خوبصورت طباعت کی وجہ سے ''عروس جمیل در لباس حریر'' کی مصداق ہے، اب ان کے زرخیز قلم کا یہ تازہ نقش ''این آر سی گائیڈ یعنی شہریت کیسے ثابت کریں؟'' مفید بھی ہے اور بروقت بھی، ڈاکٹر صاحب نے قانون میں ایل ایل ایم کی ڈگری لی ہے، اس لیے اس موضوع پر لکھنے کا انہیں پورا حق حاصل ہے، مجھے امید نہیں یقین ہے کہ ان کی یہ کتاب مقبول ہوگی اور بڑے پیمانے پر اس سے فائدہ اٹھایا جائے گا باذن اللہ! کاش اس کتاب کا ہندی اور انگریزی ایڈیشن بھی شائع ہو، تاکہ اس کتاب کا فائدہ دور تک اور دیر تک پہونچے اور پہونچتا رہے! اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول عام اور مصنف کو اجر آخرت سے نوازے۔ آمین یارب العالمین۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

پہلا باب

حرفِ آغاز

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہٖ الکریم۔

مرکزی حکومت کے ذمہ دار عہدے پر فائز ایک سکریٹری صاحب سے جب کہا گیا کہ ان کے پاس اگرچہ ہندوستانی پاسپورٹ، آدھار کارڈ اور ووٹر شناختی کارڈ موجود ہے، اس کے باوجود یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ بھارت کے شہری ہیں تو یہ سن کر موصوف چڑ گئے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ عام باشندوں کو تو چھوڑ یئے حکومت کے اعلیٰ ترین عہدوں پر براجمان بہت سے افراد ''باشندہ'' (Resident) اور ''شہری'' (Citizen) کے درمیان فرق نہیں کرسکتے جبکہ دونوں میں بنیادی فرق ہے۔ ایک شہری کو دستورِ ہند کے مطابق جملہ حقوق حاصل ہوتے ہیں جس میں ووٹ دینے کا حق بھی شامل ہے۔ اور باشندہ وہ ہوتا ہے جو ہندوستان کی سرحدوں میں رہائش تو رکھتا ہے لیکن وہ ہندوستانی شہری بھی ہوسکتا ہے اور کوئی غیر ملکی شخص بھی۔ رجسٹرار جنرل آف انڈیا کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ سٹی زن شپ (ترمیمی) ایکٹ 2003ء کے مطابق دستاویزات کی مناسب جانچ کے بعد ہندوستان کے باشندوں کا، قومی رجسٹر برائے شہریت (National Register of Citizenship) (NRC) تیار کرے اور جن کا نام رجسٹر میں درج ہوجائے انہیں ''قومی شناختی کارڈ'' (National Identity Card) مہیا کرے جو ان کی شہریت کے ثبوت کے طور پر کام آئے۔ مگر حکومت اپنی ذمہ داری پوری کرنے میں اب تک ناکام ثابت ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لاعلمی کے واقعات اکثر سامنے آتے رہتے ہیں۔

این آر سی کیا ہے؟ یہ دراصل حکومتِ ہند کی معرفت تیار کیا جانے والا ایک ایسا رجسٹر ہے جس میں ''حقیقی ہندوستانی شہریت'' رکھنے والوں کے نام اور ان کے تعلق سے ضروری معلومات درج ہوتی ہے۔ ملک میں پہلی بار این آر سی 1951 کی مردم شماری Census of India

کے بعد تیار کیا گیا تھا۔ اِس لئے نئے سرے سے این آر سی تیار کرنے کی بجائے 1951 کی این آر سی کی جدید کاری Updating کو ترجیح دی جاتی ہے۔ جدید کاری کا کام اُسی وقت سے رُکا ہوا ہے۔ گذشتہ دنوں بھارت کی سرحدی ریاست آسام میں پہلی بار این آر سی کو اپ ڈیٹ کرنے کا کام ہاتھ میں لیا گیا جس کی مکمل تفصیل آئندہ صفحات پر دی گئی ہے۔ ملک میں این آر سی کا کام جب بھی شروع ہو اِس میں اپنا نام درج کروانا ہر ہندوستانی کے لئے لازمی ہے۔ اگر نیک نیتی اور شفاف طریقے سے کام کیا جائے تو این آر سی کی تیاری کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

دستیاب معلومات کے مطابق حکومت 2020ء میں سب سے پہلے قومی رجسٹر برائے آبادی (National Population Register) یعنی این پی آر (NPR) تیار کرنے کا آغاز کرے گی۔ این پی آر کو این آر سی کی طرف بڑھنے والا پہلا قدم سمجھنا چاہئے۔ این پی آر کی مکمل معلومات بھی کتاب میں شامل کر لی گئی ہے تاکہ قارئین این پی آر اور این آر سی کے فرق سے واقف ہو جائیں۔

اخبارات، سوشل میڈیا اور الکٹرانک میڈیا کے ذریعے آسام میں این آر سی کی تیاری، شہریوں کی پریشانی اور دستاویزات کی تیاری میں حائل دشواریوں کی خبریں عوام تک پہنچ چکی ہیں۔ ساتھ ہی انہیں یہ خبر بھی ہے کہ آسام کے انیس لاکھ سے زائد لوگ اپنی شہریت کا ثبوت مہیا کرنے اور این آر سی میں اپنا نام درج کروانے میں ناکام رہے ہیں۔ اِن اسباب کی بناء پر حکومت کے اعلان سے قبل ہی عوام پر گھبراہٹ کا عالم طاری ہو گیا۔ خصوصاً مسلمانوں میں اپنی شہری شناخت کے لئے کاغذات جمع کرنے کی ایک "اندھی دوڑ" Blind Race لگی ہوئی ہے۔ کسی کو نہیں معلوم این آر سی کی اصل حقیقت کیا ہے؟ اِس کے لئے حکومت معلومات کیسے جمع کرے گی؟ کس قانون کے تحت معلومات جمع کرنے کا کام ہوگا؟ شہریت کے قوانین کون سے ہیں؟ ان قوانین کا متن کیا ہے؟ شہریت کے ثبوت کے لئے کن دستاویزات اور کاغذات کی ضرورت ہے؟ این آر سی میں کن لوگوں کا نام درج ہو سکے گا؟ ایسے بے شمار سوالات کے جوابات جانے بغیر لوگ انتشارِ ذہنی کا شکار ہو گئے۔ ہزاروں افراد روزانہ گھر کے پرانے کاغذات کی کاپی کروانے، آدھار کارڈ اور پین کارڈ اپ ڈیٹ کروانے، پرانے خستہ حال کاغذات کو لیمی نیشن کرنے، گھر میں رکھے ہوئے پرانے اسٹامپ پیپر کی

تحریر کو سمجھنے کے لئے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ان کی گھبراہٹ، اضطراب اور چہرے پر چھائے ہوئے تردداُت اور تفکرات کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے جیسے انہیں کل ہی اپنی شہریت کی شناخت پیش کرنا ہے ورنہ یا تو انہیں جیل کی سلاخوں کے پیچھے کر دیا جائے گا یا پھر ملک سے باہر نکال دیا جائے گا۔ مسلمانوں میں پھیلا ہوا یہ اضطراب غیر حقیقی اور بے سبب نہیں ہے۔ حکومتِ وقت کے وزراء کے غیر ذمہ دارانہ بیانات اور حکومت کی جانب سے پارلیمنٹ میں پیش کیا ہوا 2016ء کا ایک بل جو لیپس ہو چکا تھا، حکومت نے دوبارہ اسے لوک سبھا میں پاس کروالیا ہے۔ اِس سے واضح اشارہ ملتا ہے کہ مسلمانوں کے تعلق سے حکومت کی نیت صاف نہیں ہے اور وہ این آرسی کے ذریعے انہیں گھیرنے کا خطرناک ارادہ رکھتی ہے، لیکن شاید حکومت کو اس کی خبر نہیں کہ ساری کائنات کے نظام کو چلانے والا، لوگوں کے دلوں کی خبر رکھنے والا، قوموں کے عروج و زوال کا مالک جس کے حکم کے بغیر ایک پتّا تک نہیں ہلتا اس کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے۔ اُسی نے اب تک اپنے بندوں کی حفاظت کی ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی کرے گا۔ مسلمانوں کا بھروسہ اپنے اللہ پر ہے۔ لیکن وہ جو حدیث شریف کا مفہوم بیان کیا جاتا ہے کہ اونٹ کی سلامتی کی دعا مانگنے سے پہلے اس کی نکیل کی رسی کو کھونٹے سے باندھ دو، اِس کے مصداق اللہ پر توکل اور بھروسے کے ساتھ ساتھ تیاری سے بھی غافل نہیں رہنا چاہیئے۔

علاوہ ازیں ملک کا دستور بھی موجود ہے جو برا ارادہ رکھنے والی اور من مانی کرنے والی ہر طاقت سے بھارت کے شہریوں کی حفاظت کرنے کی پوری صلاحیت اور اہلیت رکھتا ہے۔ یہی دستورِ ملک کے ہر شہری کو برابر کے حقوق عطا کرتا ہے۔ جسے یہ حقوق حاصل ہوتے ہیں اسے نہ کوئی طاقت ملک سے باہر نکال سکتی ہے نہ جیل کی چار دیواری میں بند کر سکتی ہے۔

زیر مطالعہ کتاب این آرسی کے تعلق سے خاص و عام کی رہنمائی کے لئے لکھی گئی ہے۔ اس میں شہریت، شہری حقوق، این پی آر، این آرسی، شہریت کے قوانین، شہریت کے ثبوت کے لئے ضروری دستاویزات اور کاغذات، آسام این آرسی کی تاریخ، آسام این آرسی کی خصوصی جداگانہ حیثیت، این آرسی کا دستورالعمل Procedure وغیرہ کے تعلق سے ممکنہ حد تک درست معلومات پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ لوگ بلاخوف و تردد، صحیح سمت میں کوشش کرتے ہوئے

کاغذات کی درستی کریں اور انہیں این آرسی کے لئے تیار رکھیں ۔غیر ضروری طور پر لاسمتیت کا شکار ہو کر ہزاروں روپے برباد نہ کریں۔

ایک اہم بات یہ کہ ہم نے جن قوانین کی تفصیل پیش کی ہے ان کا ترجمہ کرتے وقت کہیں تلخیص سے کام لیا ہے کہیں تسہیل سے، تاکہ عام آدمی کسی قسم کی الجھن کا شکار نہ ہو اور قانون بآسانی اس کے ذہن نشین ہو جائے ۔دوسرے بات یہ کہ قانون کا جتنا حصہ این آرسی کے لئے ضروری معلوم ہوا اتنا شامل کرلیا اور باقی نظرانداز کر دیا لیکن اس کا خیال رکھا کہ نظرانداز کیا ہوا حصہ ہمارے مقصد کے لئے بہت کام کا نہ ہو ۔مقصد صرف طوالت سے بچنا تھا۔اگر چہ ہم نے پوری احتیاط سے کام لیا ہے لیکن ترجمہ کرنے میں غلطی کے امکان سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔اس لئے ہمارا مشورہ ہے کہ ضرورت محسوس ہو تو قارئین مکمل اصل متن کا مطالعہ کر کے اطمینان کرلیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے ایک جگہ لکھا ہے۔"مسلمان دنیا میں اس لئے نہیں آتا کہ وہ دنیا سے کچھ لے، بلکہ اس لئے آتا ہے کہ دنیا کے پاس کیا نہیں ہے کہ اس کو دے۔" رسول کریم ﷺ "رحمت اللعالمین" بنا کر بھیجے گئے۔اس رسول کو ماننے والا مسلمان اور کچھ بھی ہوسکتا ہے خود غرض نہیں ہوسکتا۔وقت صرف مسلمانوں کے لئے نہیں، برادرانِ وطن کے لئے بھی بڑا نازک آنے والا ہے ۔اِن حالات میں مسلمانوں کو بلاتفریق مذہب وملت ، بھارت کے کروڑوں باشندوں کی رہنمائی اور مدد کے لئے آگے آنا چاہیئے۔

اللہ رب العزت اِس نازک وقت میں ہماری مدد فرمائے اور ہمیں صبر وتحمل ، جرأت و ہمت کے ساتھ دستور مخالف طاقتوں کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔

وما علینا اِلّا البلاغ۔

دوسرا باب

بھارت کا قومی رجسٹر برائے آبادی (این پی آر)

National Population Register of India (NPR)

بھارت کا قومی رجسٹر برائے آبادی یعنی این پی آر دراصل ملک میں عام طور پر سکونت رکھنے والے باشندوں کے ریکارڈ کا رجسٹر ہے۔ اِسے ایک چھوٹے سے دیہات سے لے کر ملک گیر سطح تک تیار کیا جاتا ہے۔سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء اور دی سٹی زن شپ (رجسٹریشن آف سٹی زن اینڈ اِشو آف نیشنل آئڈینٹٹی کارڈ) رولز 2003ء اِن دونوں قوانین کے تحت این پی آر تیار کیا جاتا ہے۔ہندوستان میں رہائش پذیر ہر باشندے کے لئے این پی آر کے تحت رجسٹریشن کروانا لازمی ہے۔ اِن دونوں قوانین کے تحت ''بھارت میں رہائش پذیر یا مقیم باشندہ'' اِس اصطلاح کا مطلب ہے وہ شخص جو بھارت کے کسی مقام پر چھ مہینے یا اس سے زیادہ عرصے سے رہ رہا ہو یا پھر وہ شخص جو آگے چھ مہینے تک کسی مقام پر سکونت رکھنے کا ارادہ رکھتا ہو۔لازمی نہیں ہے کہ وہ بھارت کا شہری بھی ہو۔اِن تمام کی گنتی این پی آر میں کی جاتی ہے۔

این پی آر کا بنیادی مقصد ملک میں مقیم ہر باشندے کا تعارف/ شناخت کی معلومات کا ریکارڈ کمپیوٹر میں جمع کرنا اور بوقت ضرورت اس سے استفادہ کرنا ہے۔ یہ معلومات خصوصیاتِ آبادی Demographics کے ساتھ ساتھ حیاتی شماریات Biometric پر مشتمل ہوتی ہے۔

رجسٹر برائے آبادی کے لئے مندرجۂ ذیل معلومات کی ضرورت پڑتی ہے۔

(۱) شخص کا نام (۲) خاندان کے سربراہ سے رشتہ

(۳) والد کا نام (۴) ماں کا نام

(۵) بیوی ہے تو شوہر کا نام،شوہر ہو تو بیوی کا نام (اگر شادی شدہ ہے)

(۶) جنس (۷) تاریخ پیدائش

(۸) شادی شدہ ہے یا نہیں (۹) مقام پیدائش

(١٠) قومیت (جو وہ شخص بتائے وہ لکھی جائے)

(١١) موجودہ رہائشی پتہ (١٢) موجودہ پتے پر رہائش کی مدت

(١٣) مستقل رہائشی پتہ (١۴) پیشہ/مصروفیت

(١۵) تعلیمی لیاقت

قومی رجسٹر برائے آبادی (NPR) کے لئے معلومات 2010ء میں اُس وقت جمع کی گئی تھی جب 2011ء کی مردم شماری کے دوران خانہ شماری کا مرحلہ جاری تھا (یاد دلا دیں کہ مردم شماری Census ہر دس سال پر کی جاتی ہے۔) 2010ء کی این پی آر کی جمع شدہ معلومات کی گھر گھر سروے کر کے 2015ء میں جدید کاری Updating کی گئی۔ اَپ ڈیٹ کی ہوئی معلومات کو Digitalize کرنے کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اب جس وقت 2021ء کی مردم شماری کا آغاز ہوگا۔ اس کا خانہ شماری کا مرحلہ 2020ء میں ہی شروع کر دیا جائے گا اور این پی آر کو ایک مرتبہ پھر اَپ ڈیٹ کیا جائے گا۔ امکانی طور پر اِسے اپریل تا ستمبر 2020ء کے دوران انجام دیا جائے گا۔ یہ عمل آسام کو چھوڑ کر بھارت کی دیگر تمام ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں انجام دیا جائے گا۔ مرکزی حکومت نے اِس تعلق سے گزٹ بھی شائع کر دیا ہے۔

این پی آر کے تحت جمع معلومات رجسٹرار جنرل آف انڈیا اور سینسس کمشنر Census Commissioner کے پاس جمع رہے گی۔ این پی آر کا مقصد بھی بالکل وہی ہے جو (UIDAI) Unique Identification Authority of India کا ہے جو بھارت کے باشندوں کے لئے آدھار کارڈ جاری کرتی ہے۔ آدھار کارڈ بھی کسی مخصوص شخص کی ذاتی اور رہائشی معلومات کا ثبوت ہے۔ اِس کا مقصد حکومت کی معاشی پالیسیوں کے نفاذ میں سدھار لانا اور حکومت کے مختلف پروگراموں کو روبہ عمل لانے میں مدد کرنا ہے۔ این پی آر NPR اور UIDAI دونوں بھارت میں رہائش پذیر باشندوں کی معلومات جمع کرنے کا کام ایک ساتھ انجام دیتے ہیں۔ این پی آر کے تحت درج ذیل کارروائی انجام دی جاتی ہے۔

(١) این پی آر شیڈول کی چھان بین Scanning کرنا۔

(٢) معلومات کو ڈیجیٹل شکل میں جمع رکھنا۔

(۳) بایومیٹرک اندراج کرنا اور انہیں مجتمع رکھنا۔
(۴) جمع کی ہوئی معلومات کی درستی اور انہیں اپ ڈیٹ کرنا۔
(۵) UIDAI کے ذریعے معلومات کی دوبارہ کاپی کرکے آدھار کارڈ جاری کرنا۔
(۶) Census Commissioner (مردم شماری کمشنر) کے دفتر میں جمع شدہ معلومات کو محفوظ رکھنا۔

وضاحت:

مندرجہ بالا حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ این پی آر اور این سی آر میں بنیادی فرق ہے۔ جہاں تک این پی آر کا تعلق ہے یہ صرف باشندگان کی شناخت اور ان کی رہائش کی تفصیلات پر توجہ مرکوز کرتا ہے جبکہ این آر سی (NRC) یعنی قومی رجسٹر برائے شہریت (National Register of Citizenship) شہریت کی چھان بین کرتا ہے۔ اس لئے آپ نے آدھار کارڈ پر لکھا ہوا دیکھا ہوگا کہ یہ کارڈ شہریت کا ثبوت نہیں ہے، محض شناخت کا ثبوت ہے۔ اس لئے اپنی ہندوستانی شہریت ثابت کرنے کے لئے کوئی شخص آدھار کارڈ کو بطور ثبوت نہیں پیش کرسکتا۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ آدھار کارڈ کی کوئی اہمیت نہیں۔ یہ کارڈ یہ اشارہ ضرور دیتا ہے کہ کوئی شخص کسی مقام پر کتنے عرصے سے مقیم ہے۔ کبھی کبھی بعض معاملات میں ایک خاص مقام پر رہائش کی مدت پیش کرنے کی ضرورت آن پڑتی ہے۔ اس سلسلے میں آدھار کارڈ مفید ثابت ہوتا ہے۔ بہرحال رہائش کا ہو یا شہریت کا معاملہ، فرد کی شناخت اور پہچان دینے والی ہر دستاویز اہم ہوتی ہے اور ان کی حفاظت میں ذرا بھی سستی کرنا خود ہمارے لیے نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کب کس دستاویز یا ڈاکیومینٹ کی ضرورت پڑ جائے۔

ایک اور اہم بات کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔ این پی آر دراصل این آر سی کا پہلا زینہ ہے۔ آگے ہم نے تفصیل سے بتایا ہے کہ جس وقت این آر سی کی تیاری کا کام شروع ہوگا اور لوگوں سے ان کی شہریت کا قانونی ثبوت طلب کیا جائے گا، اس وقت این پی آر سے بھی مدد لی جائے گی۔ اس لئے ہمارا مشورہ ہے کہ جب بھی این پی آر یعنی رجسٹر برائے آبادی کو اپ ڈیٹ کرنے کا آغاز ہو بالکل درست معلومات درج کروائیں ورنہ NRC میں نام درج کروانے میں دشواری کا سامنا بھی ہوسکتا ہے۔

تیسرا باب

دستورِ ہند میں شہریت کا بیان

Citizenship in the Constitution of India

بھارت کے شہریوں کے حقوق وفرائض متعین کرنے اور ان کے حقوق کی حفاظت کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ دستورِ ہند یا آئین ہند ہے۔ اگر دستورِ ہند کسی شہری کے حقوق کی ضمانت دیتا ہے تو پھر اسے کسی اور دروازے پر دستک دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ دستورِ ہند کو بڑا مقدس خیال کیا جاتا ہے یہاں تک کہ بھارت کی اسمبلیوں اور پارلیمنٹ کے وہ اراکین جو خدا اور ضمیر کے نام پر حلف نہیں لیتے وہ اپنے کام کاج کے لئے دستورِ ہند کی قسم کھاتے ہیں اور دستورِ ہند کے وفادار رہنے کا حلف لیتے ہیں۔ ہماری کتاب کا تعلق "ہندوستانی شہریت" سے ہے اور شہریت کے 1955ء کے قانون کا منبع و ماخذ چونکہ دستورِ ہند ہے، اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء کی تفصیلات پر گفتگو کرنے سے پہلے شہریت کے تعلق سے دستورِ ہند کیا کہتا ہے اُسے خوب اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔ ہم اپنے قارئین پر واضح کر دیں کہ ہم نے یہ کتاب شہریت کے سلسلے میں رہنمائی کی غرض سے لکھی ہے، کسی وکیل یا قانون داں کی طرح قوانین کی خوبیوں اور خامیوں پر بحث کرنا ہمارا مقصد نہیں۔ اس لئے قارئین کو چاہئے کہ ہماری تحریر میں اِس بات پر نظر رکھیں کہ کوئی قانون یا قانون کا کوئی سیکشن یا آرٹیکل آیا ان کے کام کا ہے یا نہیں۔ نیز شہریت ثابت کرنے کے لئے دستاویزات اور کاغذات کی تیاری میں ان سے کیا مدد ملتی ہے۔

دستورِ ہند میں شہریت Citizenship کی تفصیل آرٹیکل نمبر 5 سے آرٹیکل نمبر 11 تک پائی جاتی ہے۔ ذیل میں ہر آرٹیکل کی مکمل معلومات فراہم کی جارہی ہے۔

آرٹیکل نمبر5:

یہ آرٹیکل کہتا ہے:

دستورِ ہند کے نفاذ کے وقت ہر وہ شخص جو بھارت کی سرحدوں کے اندر رہائش رکھتا ہے

یا مقیم ہے......(اور)......

(a) جو بھارت کی سرحدوں کے اندر پیدا ہوا تھا......(یا)......

(b) اس کے والدین میں سے کوئی ایک بھارت کی سرحدوں کے اندر پیدا ہوا تھا ......(یا)......

(c) ہر وہ شخص جو دستورِ ہند کے نفاذ کی تاریخ سے پانچ برس پہلے سے ہندوستان کی سرحدوں کے اندر رہتا آیا ہو۔

وہ ہندوستان کا شہری کہلائے گا۔

وضاحت:

15 / اگست 1947ء کو ہمارا بھارت انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوا۔ آزاد ہندوستان کے لئے ایک جامع دستور بنانے کے لئے ایک دستور ساز کمیٹی بنائی گئی۔ کمیٹی نے دنیا کے دیگر کئی ممالک کے قوانین کا مطالعہ کیا، ہندوستانی عوام اور آبادی کی خصوصیات پر نظر رکھی، اس کی گنگا جمنی تہذیب اور کثرت میں وحدت کا مطالعہ کیا اور نہایت شرح و بسط کے ساتھ ہندوستانی دستور تشکیل دیا جس میں نہایت خوبی کے ساتھ ہندوستانی سماج کی روح یعنی کثرت میں وحدت کے اصول سمو دیئے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دستور ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، پارسی، بدھ، جین، یہودی یہاں تک کہ لامذہبوں کے لئے بھی قابل قبول ثابت ہوا۔ ہندوستانی پارلیمنٹ نے اِسے 26 / جنوری 1950ء کو منظور کرلیا۔ اب بھی اِس دن کو ہم یوم جمہوریہ Republic Day کے طور پر مناتے ہیں۔

اِس آرٹیکل کی رو سے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ **وہ شخص بھارت کی سرحدوں کے اندر سکونت رکھتا ہو۔** تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ بھارت کو آزادی کے ساتھ ہی ملک کی تقسیم کا کرب بھی جھیلنا پڑا۔ دونوں طرف کے لاکھوں لوگ ہجرت کرنے لگے۔ پاکستانی علاقوں سے ہندو اور سکھ ہجرت کر کے بھارت کی سرحدوں میں آنے لگے اور بے شمار مسلمان ہجرت کر کے پاکستانی علاقوں میں جانے لگے۔ اور اُسی وقت ہند و پاک کی سرحدوں پر تاریخ کا عظیم ترین فرقہ وارانہ فساد پھوٹ پڑا جس میں مرنے والوں کی تعداد کا اندازہ آج تک نہ لگایا جاسکا۔ بہرحال 26 / جنوری 1950ء آتے آتے نفرت کی یہ دھول بڑی حد تک بیٹھ گئی۔ جس کو

جہاں جانا تھا، چلا گیا...... اِس لیے دستور کے اس آرٹیکل میں یہ خصوصی شرط رکھی گئی کہ وہ شخص بھارت کی سرحدوں میں رہ رہا ہو۔اور اس کے ساتھ ہی ساتھ۔

(a) میں بتایا گیا ہے کہ وہ بھارت کی سرحدوں کے اندر پیدا ہوا ہو۔اِن دونوں شرطوں کی بنیاد پر دستورِ ہند کے نفاذ کے وقت بھارت کے شہریوں کی قانونی شہریت کا معاملہ حتمی طور پر حل کر دیا گیا ہے۔مثلاً بھارت کی سرحدوں کے اندر ایسے لاکھوں لوگ پیدا ہوئے تھے جو ہجرت کر کے پاکستان چلے گئے اس لئے وہ پہلی شرط پر یعنی بھارتی سرحدوں کے اندر سکونت رکھنے کی شرط پر پورے نہیں اترتے اس لئے آپ ہی آپ ''بھارتی شہریت'' سے نکل جاتے ہیں۔ اب ہمارے قارئین خود غور کرلیں کہ کیا 1950ء کی 26 رجنوری کو وہ ہندوستانی سرحدوں میں رہتے تھے اور کیا ان کی پیدائش بھی ہندوستانی سرحدوں کے اندر کی ہے۔تب وہ بلا شک وشبہ بھارت کے شہری ہیں۔اگر کوئی ایسی دستاویز، کاغذ یا سند پیش کر دیتے ہیں جس سے اُن کی تاریخ پیدائش، مقامِ پیدائش اور بھارتی سرحدوں کے اندر رہائش کا ثبوت مل سکے تو وہ ان کی شہریت کا ثبوت ہوگا اس طرح NRC (این آرسی) میں ان کا نام بآسانی درج ہوسکتا ہے۔یہ آرٹیکل ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو 26 جنوری 1950ء سے قبل پیدا ہوئے تھے (جیسے راقم الحروف جو یکم مارچ 1945ء کو مالیگاؤں میں پیدا ہوا)۔اگر رؤل (a) آپ پر لاگو نہیں ہوتا تو رؤل (b) کام آسکتا ہے۔

(b)

آرٹیکل 5 کا رول (b) کہتا ہے کہ فرض کرلو کوئی شخص بھارت کی سرحدوں میں پیدا نہیں ہوا، تب اگر اس کے والدین میں سے کوئی ایک بھارت کی سرحدوں کے اندر پیدا ہو تب بھی کام چل سکتا ہے۔مثلاً ہوسکتا ہے وہ شخص پاکستانی علاقے سے ہجرت کر کے ہندوستانی علاقے میں آیا ہو، یہ شرط ایسے افراد کی مدد کرتی ہے۔لیکن اس کے دستور کے نفاذ کے وقت بھارت کی سرحدوں میں سکونت رکھنے کی شرط قائم رہے گی۔ماں باپ میں سے کسی ایک کی پیدائش کا ثبوت اس کے کام آسکتا ہے۔بالفرض یہ شرط بھی اس کے لئے مددگار نہیں ہے تو پھر (c) اس کے کام آسکتا ہے۔

(c)

آرٹیکل 5 کا رول (c) شہری کی پیدائش اور جائے پیدائش کا جھگڑا ہی ختم کر دیتا ہے۔

اِس میں بتایا گیا ہے کہ اگر وہ دستور کے نفاذ کی تاریخ سے پانچ برس قبل سے ہندوستانی سرحدوں کے اندر رہتا رہا ہو، تو وہ بھی بھارت کی شہریت کا حق دار ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اِن پانچ برسوں میں بھارتی علاقوں میں اپنی رہائش کا ثبوت مہیا کرے۔

آرٹیکل نمبر 6:

ہم نے بتایا کہ تقسیم ہند کے وقت دونوں طرف کے لوگ بڑی تعداد میں ہجرت کرنے لگے۔ دستور سازوں کے نزدیک سوال یہ تھا کہ اِن ہجرت کرکے آنے اور جانے والوں کی شہریت کے تعلق سے بہترین اصول کیا ہوسکتا ہے۔ انہوں نے غور وخوض کے بعد بڑی حکمت سے راستہ نکالا۔ آرٹیکل 6 اِن تمام لوگوں کی شہریت طے کرنے میں مدد کرتا ہے۔

آرٹیکل 6 میں لکھا ہے:

آرٹیکل 5 کے باوجود، وہ شخص جو ان علاقوں سے جواب پاکستان کا حصہ ہے، ہجرت کرکے بھارت کی سرحدوں میں آیا ہے، اسے بھی دستور کے نفاذ کے وقت بھارت کا شہری سمجھا جائے گا......(اگر)......

(a) وہ یا اس کے والدین میں سے کوئی ایک یا اس کے دادا دادی، نانا نانی میں سے کوئی ایک گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء (جب وہ بنایا گیا تھا) کی تشریح میں بتائے گئے ''انڈیا'' میں پیدا ہوا تھا۔

(گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 برطانوی پارلیمنٹ نے پاس کیا تھا۔ اِس میں برطانیہ کے زیر تسلط علاقوں کے ساتھ ساتھ خود مختار ریاستوں پر مشتمل علاقے پر ''فیڈریشن آف انڈیا'' کے قیام کی تجویز رکھی گئی تھی۔ اس قانون میں ان تمام علاقوں کو انڈیا مانا گیا ہے)......(اور)......

(b)(1) وہ ہجرت کرنے والا شخص 19 رجولائی 1948ء سے پہلے ہندوستان آیا تھا اور اپنی آمد کے دن سے وہ بھارتی سرحدوں کے اندر ہی مقیم رہا ہو۔ (یا)......

(2) اگر وہ 19 رجولائی 1948ء کے بعد ہجرت کرکے ہندوستانی علاقوں میں آیا ہو تو اس نے ایک عریضہ دے کر اس مقصد کے لئے مقرر کردہ افسر کے پاس خود کو ہندوستانی شہری کی حیثیت سے رجسٹر کروالیا ہو۔

اِس میں شرط یہ ہے کہ اس طریقے سے اُسی شخص کا رجسٹریشن کیا جائے گا جو عریضہ کرنے کی تاریخ سے پہلے چھ مہینے سے ہندوستانی سرحدوں میں مقیم رہا ہو۔

وضاحت:

اگر چہ اس آرٹیکل میں بیان کردہ حقائق، اتنا زمانہ گذر جانے کے بعد، اب شاید ہی کہیں موجود ہوں کیونکہ ہجرت کر کے آنے اور جانے والوں کی شہریت کا مسئلہ دونوں طرف کی حکومتوں نے قانون کے ذریعے اسی وقت حل کر دیا تھا۔ آرٹیکل نمبر 6 کو پیش کرنے کا مقصد یہ بھی ہے کہ خواہ اِس کا اطلاق ہم پر نہ ہوتا مگر چونکہ دستور میں موجود ہے اس لئے اس کی معلومات حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

آرٹیکل نمبر7:

اس کے الفاظ کا ترجمہ یوں ہے:

وہ شخص جو یکم مارچ 1947ء کے بعد ہندوستانی علاقوں سے اس علاقے میں ہجرت کر گیا ہو جو اب پاکستان کا حصہ ہے، اسے ہندوستانی شہری نہیں سمجھا جائے گا۔

البتہ اگر وہ کسی پرمٹ کے تحت بھارتی علاقوں میں لوٹ آیا ہو، آرٹیکل نمبر 6 کی شق (b) کے تحت وہ بھی 19/جولائی 1948ء کے بعد لوٹا ہے، ایسا مان کر اسے بھی شہریت دی جائے گی۔

آرٹیکل نمبر8:

اِس آرٹیکل میں بتایا گیا ہے کہ کوئی شخص بذاتِ خود، یا اِس کے والدین، یا اس کے دادا دادی، یا اس کے نانا نانی میں سے کوئی ایک گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء کے تشریح کردہ ''انڈیا'' میں پیدا ہوا ہو اور جو ہندوستان سے باہر کسی ملک میں سکونت پذیر ہو، اسے بھی ہندوستانی شہریت مل سکتی ہے اگر اس نے دستور کے نفاذ سے قبل یا بعد میں اس بیرونی ملک کے ہندوستانی سفارت خانے میں ہندوستانی سفیر یا قونصل کے پاس اپنے آپ کو ہندوستانی شہری ڈکلر کرنے کا عریضہ کیا ہو۔

آرٹیکل نمبر9:

مندرجہ بالا آرٹیکل نمبر 5، نمبر 6، نمبر 8 کی رو سے اس شخص کو ہندوستانی شہریت رکھنے

والا نہیں تسلیم کیا جائے گا جس نے رضا کارانہ طور پر (راضی خوشی سے) کسی دوسرے ملک کی شہریت اختیار کرلی ہو۔

آرٹیکل نمبر 10:

مندرجہ بالا کسی بھی آرٹیکل کے تحت جسے ہندوستان کا شہری تسلیم کرلیا گیا ہے، اس کی شہریت جاری رہے گی، بشرطیکہ وہ آئندہ پارلیمنٹ میں پاس کئے ہوئے کسی قانون کے خلاف نہ ہو۔

آرٹیکل نمبر 11:

مندرجہ بالا آرٹیکلوں میں بیان کیا گیا کوئی بھی قانون یا سیکشن، ہندوستانی پارلیمنٹ کے ہندوستانی شہریت عطا کرنے، شہریت منسوخ کرنے یا شہریت کے تعلق سے جملہ معاملات طے کرنے کے قانون بنانے کے اختیار میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

وضاحت:

جیسا کہ بتایا جاچکا ہے کہ شہریت ایکٹ 1955ء کا ماخذ و منبع دستورِ ہند ہے اور دستور کے Part II میں آرٹیکل نمبر 10 اور آرٹیکل نمبر 11 سے اس کے شواہد مل جاتے ہیں۔ آرٹیکل نمبر 10 اور نمبر 11 کو بغور پڑھئے۔ آرٹیکل نمبر 10 میں تو صرف اشارہ دیا گیا ہے کہ شہریت کے تعلق سے پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون کی پابندی لازمی ہوگی۔ لیکن آرٹیکل نمبر 11 میں بالکل واضح طور پر بتا دیا گیا ہے دستورِ ہند کا کوئی آرٹیکل پارلیمنٹ کو شہریت کے تعلق سے قانون سازی سے نہیں روکتا۔

ہندوستانی پارلیمنٹ کو عطا کردہ اس اختیار کے بموجب پارلیمنٹ نے دی سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء (شہریت کا قانون 1955ء) (The Citizenship Act. 1955) (Act No. 57 of 1955) بنایا ہے۔ سٹی زن شپ ایکٹ "ہندوستانی شہریت" کے تعلق سے ہر سوال کا جواب دینے کا اہل ہے۔ اس قانون کے پاس ہوجانے کے بعد شہریت کیسے اور کس کو ملتی ہے، کیسے شہریت منسوخ ہوتی ہے، ان سوالوں کے جواب اطمینان بخش طریقے سے مل جاتے ہیں۔ باشندگانِ ملک کو اپنی شہریت کے تعلق سے اضطراب اور بے چینی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ بجائے پریشان ہونے کے انہیں چاہئے کہ اس قانون سے بھرپور فائدہ اٹھائیں جو

ان کے فائدے کے لئے ہی تشکیل دیا گیا ہے۔قومی رجسٹر برائے شہریت یعنی این آرسی میں جب نام درج کروانے کا مرحلہ آئے گا تو اِسی قانون کی رو سے کاغذات طلب کئے جائیں گے اس لئے اِس قانون کا خوب اچھی طرح مطالعہ کر کے ضروری دستاویزات تیار رکھیں۔ یہ ایک آسان کام ہے۔ چونکہ اب ہندوستانی باشندوں کی شہریت کے تمام معاملات اِسی قانون کی روشنی میں طے کئے جائیں گے اِس لئے ہم آئندہ صفحات پر ایکٹ کے ایک ایک سیکشن کی تفصیل آسان الفاظ میں پیش کریں گے۔ جہاں ضرورت ہوگی، وضاحت بھی کر دی جائے گی۔شہریان اِن کا باریک بینی سے مطالعہ کریں، اس کی تفصیلات کو ذہن نشین کرلیں، جہاں کوئی نقطہ سمجھ میں نہ آئے وہاں جانکار لوگوں سے رہنمائی حاصل کریں۔ ویسے ہماری کوشش ہوگی کہ ایکٹ کی اس طرح تشریح کی جائے کہ ایک عام قاری جو کم پڑھا لکھا ہے وہ بھی استفادہ کر سکے اور این آرسی کے لئے ضروری دستاویزات کی تیاری کر سکے۔

چوتھا باب

ہندوستانی شہریت کا قانون 1955ء

The Citizenship Act, 1955 (Act No. 57 of 1955)

ہم نے پہلے ہی وضاحت کر دی ہے کہ شہریت کا رجسٹر تیار کرنے کا معاملہ ہو یا ہندوستانی شہریت طے کرنے کی بات یہ قانون بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ قانون کئی صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور بعض مقامات پر گنجلک اور پیچیدہ بھی ہے جسے وکلاء اور قانون داں ہی سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن ہم عام لوگوں کی رہنمائی کے لئے قانون کی اہم باتوں کو اپنے الفاظ میں پیش کر رہے ہیں تا کہ ہر شخص کے ذہن میں اس کا واضح خاکہ آجائے۔

سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء:

(1) مختصر عنوان: سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء

(2) تشریحات: اِس عنوان کے تحت اِس قانون میں استعمال شدہ اصطلاحات سے کیا مراد لی گئی ہے، اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ ہم اِس مقام پر ان اصطلاحات اور ان کی تشریحات سے صَرفِ نظر کر رہے ہیں۔ لیکن قانون میں جہاں کہیں ان کا استعمال کیا گیا ہے، ضرورت پڑنے پر ہم وہاں اِن تشریحات کو پیش کریں گے تا کہ قانون سمجھنے میں آسانی ہو۔

حصولِ شہریت

تشریحات کے بعد شہریت حاصل کرنے کی تفصیلات کا بیان کیا گیا ہے۔ قانون کی رُو سے ہندوستان میں شہریت مندرجہ ذیل طریقوں سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

(سیکشن 3) پیدائش کے ذریعے حصولِ شہریت — Citizenship by Birth

(4) موروثی شہریت — Citizenship by descent

(5) رجسٹریشن کے ذریعے شہریت — Citizenship by Registeration

(6) شہری حقوق عطا کرنے کے ذریعے — Citizenship by Naturalization

(6-A) آسام معاہدے کی رو سے شہریت کی خصوصی دفعات Special Provisions as to Citizenship of Persons Covered by Assam Accord.

(7) نئے علاقوں کی بھارت میں شمولیت کے ذریعے:

Citizenship by incorporation of Territory.

(7-A) رجسٹریشن آف اوورسیز سٹی زن آف انڈیا کارڈ ہولڈر

Registeration of Overseas Citizen of India Card holder.

ہر عنوان کے لئے قانون کی تشریح وتعبیر حسب ذیل ہے۔

(3) پیدائش کے ذریعے حصولِ شہریت:

(ا) ہر وہ شخص جو بھارت میں پیدا ہوا ہو :

(a) 26/جنوری 1950ء کے بعد لیکن یکم جولائی 1987ء سے پہلے،

(b) یکم جولائی 1987ء کے بعد لیکن سٹی زن شپ (ترمیمی) ایکٹ 2003ء (6 of 2004) کے نفاذ (یعنی 03-12-2004) سے پہلے اور جس کے والدین میں سے کوئی ایک اس کی پیدائش کے وقت بھارت کا شہری ہو،

(c) سٹی زن شپ (ترمیمی) ایکٹ 2003 کے نفاذ کی تاریخ (یعنی 03-12-2004) کے بعد جہاں:

(i) اس کے والد اور والدہ دونوں بھارت کے شہری ہوں،

(ii) اس کے والدین میں سے کوئی ایک بھارت کا شہری ہو اور دوسرا اس کی پیدائش کے وقت غیر قانونی مہاجر نہ ہو۔

وہ شخص پیدائش کی بنیاد پر بھارت کا شہری کہلائے گا۔

وضاحت:

1(a) کے تحت پیدائش کی بنیاد پر شہریت کا قانون نہایت واضح اور صاف ہے اور یہ ہمارے ذہن سے بہت سے تردداتکو دور کرنے والا ہے اِس لئے ہم اس کی وضاحت قدرے تفصیل سے کرتے ہیں۔

قانون میں صاف لکھا ہے کہ 26 رجنوری 1950ء اور یکم جولائی 1987ء کے درمیان (بشمول اِن دونوں تاریخوں کے) ہندوستان میں پیدا ہونے والا ہر شخص ہندوستان کا شہری ہے اور وہ تمام حقوق کا حقدار ہے جو ایک ہندوستانی شہری کے لئے مقرر ہیں۔اہم بات یہ ہے کہ اِس کے لئے کوئی دوسری شرط بھی نہیں ہے۔اب جو لوگ اِس مدت میں بھارت میں پیدا ہوئے ہیں انہیں چاہیئے کہ وہ اپنا پیدائشی سرٹیفکیٹ حاصل کر کے محفوظ کرلیں۔انشاءاللہ رجسٹر برائے شہریت یعنی NRC میں ان کے نام کے اندراج میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔

1(b) میں پیدائش کی تاریخ کو مزید آگے بڑھا دیا گیا ہے یعنی جو شخص یکم جولائی 1987ء اور 3ر دسمبر 2004ء کے درمیان بھارت میں پیدا ہوا ہے وہ بھی ہندوستانی شہری مانا جائے گا لیکن ایک شرط کے ساتھ۔شرط یہ ہے کہ اس کی پیدائش کے وقت اس کے ماں باپ میں سے کوئی ایک ہندوستانی شہریت رکھتا ہو۔اب جو شخص 1987-07-01 اور 2004-12-03 کے درمیان بھارت میں پیدا ہوا ہو وہ اپنے ساتھ اپنی ماں یا اپنے باپ کی شہریت کا ثبوت بھی حاصل کرلے مطلب یہ کہ اپنی پیدائش کا سرٹی فکٹ بھی حاصل کرے اور اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک کی پیدائش کا سرٹی فکٹ بھی۔نیز کوئی ایسی دستاویز جو ان سے اُس شخص کی رشتے داری کو ثابت کرے۔

سپریم کورٹ نے جن دستاویز کو قابل قبول مانا ہے اس کی فہرست صفحہ نمبر ۵۹ پر دیکھئے۔

1(c) میں بتایا گیا ہے کہ سٹی زن شپ (ترمیمی) ایکٹ 2003ء کے نفاذ یعنی 2004-12-03 کے بعد پیدا ہونے والے شخص کو شہریت عطا کرنے کے لئے دو شرطیں ہیں۔(i) پہلی تو یہ کہ اس کے والد اور والدہ دونوں بھارت کے شہری ہوں۔(ii) اور دوسری شرط یہ کہ والدین میں سے کوئی ایک بھارت کا شہری ہو لیکن دوسرا غیر قانونی مہاجر نہ ہو۔اِس لئے جو لوگ 2004-12-03 کے بعد پیدا ہوئے ہیں ان کے اطمینان کی بات یہ ہے کہ ان میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہوگا جس کے والد اور والدہ دونوں بھارت کے شہری نہ ہوں۔پیدائش کی تاریخ چونکہ دسمبر 2004ء کے بعد کی بتائی گئی ہے اس لئے اس زمرے میں پندرہ سال یا اس سے کم عمر کے نوجوان ہی شامل ہوں گے۔کم عمر ہونے کی وجہ سے وہ اپنی خود کی شہریت کے تعلق سے تیاری کرنے کے اہل نہیں ہیں۔اس لئے ان کے خاندان کے بزرگوں کو ان کی مدد کرنے کی ضرورت پڑے گی۔

اِس زمرے میں شہریت کے ثبوت کے لیے تین دستاویزات چاہئیں، 03-12-2004 کے بعد پیدا ہونے والے بچے یا بچی کا پیدائشی سرٹی فکٹ اور اس کے ماں باپ دونوں کی پیدائش کا سرٹی فکٹ یا پھر ان کی شہریت کے ثبوت کیلئے کوئی اور دستاویز، مثلاً ایل سی وغیرہ۔

(2) سب سیکشن 2 میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک شخص اِس وقت بھارت کی شہریت نہ پاسکے گا اگر اس کے ماں یا باپ میں سے کوئی پردیسی دشمن ہو اور اس کی پیدائش اس مقام پر ہوئی ہو جو اس کی پیدائش کے وقت دشمن کے قبضے میں تھا۔

قانون کی مندرجہ بالا تشریح سے بہت سوں کے ذہن صاف ہو جائیں گے اور وہ محسوس کریں گے کہ یہ ایک آسان کام ہے جسے میڈیا اور افواہوں نے مشکل کر کے دکھادیا اور عوام کے اندر غیر ضروری طور پر ایک قسم کا خوف طاری ہو گیا۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ رجسٹر برائے شہریت (NRC) چاہے جب اور جس طرح بھی بنایا جائے وہ سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء اور اس میں کی گئی مختلف ترمیمات کو نظر انداز کر ہی نہیں سکتا۔ اگر کوئی بدنیتی سے ایسا ارادہ کر بھی لیتا ہے اور اس ارادے کے تحت این آر سی تیار بھی کر لیتا ہے تو پورا این آر سی باطل قرار پائے گا۔ اس لئے افواہوں اور غیر ضروری اور بے مقصد بحث و مباحثے میں نہ پڑتے ہوئے سکون کے ساتھ اوپر دکھائی گئی دستاویزات کے حصول میں لگ جائیں اور انہیں محفوظ کر کے بے فکر ہو جائیں۔

(4) موروثی شہریت:

(1) ایک شخص جو بھارت کے باہر پیدا ہوا ہے وہ موروثی طریقے سے By descent ہندوستانی شہریت پاسکتا ہے۔

(a) 26 رجنوری 1950ء کے بعد لیکن 10 ردسمبر 1992ء سے پہلے پیدا ہوا ہو، بشرطیکہ اس کی پیدائش کے وقت اس کا باپ ہندوستانی شہریت رکھتا ہو۔

(b) 10 ردسمبر 1992ء کے بعد پیدا ہوا ہو تو اس کے والدین میں سے کوئی ایک اس کی پیدائش کے وقت ہندوستانی شہریت رکھتا ہو۔

اس کے بعد موروثی طریقے سے شہریت پانے کی بہت سے شرائط کا بیان کیا گیا ہے۔

ہماری سمجھ ایسی ہے کہ اِن کی تفصیل بیان تو کی جا سکتی ہے،لیکن اِس سیکشن سے استفادہ کرنے والے، یعنی جو ہندوستان سے باہر کسی ملک میں پیدا ہوئے ہوں، ان کی تعداد ہی کتنی ہے۔ ہندوستان بھر میں ان کی تعداد انگلیوں پر گنے جانے کے برابر ہوگی اس لئے ہم اپنے قلم کو یہیں روکتے ہیں اور وہ لوگ جو ملک سے باہر پیدا ہوئے ہیں ان کو مشورہ دینا چاہتے ہیں کہ اگر اشد ضروری معلوم ہو تو اپنی شہریت کے لئے سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء کے سیکشن نمبر 4 کا مطالعہ کرلیں جو انٹرنیٹ پر بھی بآسانی دستیاب ہے۔

(5) رجسٹریشن کے ذریعے شہریت:

اِس قانون کی مختلف شقوں کے مطابق اور مناسب شرائط اور پابندیاں لگانے کے بعد مرکزی حکومت اگر چاہے تو کسی شخص کے عریضہ کرنے پر اسے بطور ہندوستانی شہری رجسٹر کر سکتی ہے، شرط یہ ہے کہ وہ غیر قانونی مہاجر نہ ہو اور جسے دستورِ ہند کی کسی دفعہ یا سٹی زن شپ ایکٹ کے کسی رُول کے تحت ہندوستانی شہریت نہ حاصل ہو۔ اِس رجسٹریشن کی شرائط حسب ذیل ہیں۔

(a) وہ ہندوستانی نژاد (of Indian Origin) ہو اور رجسٹریشن کا عریضہ کرنے سے قبل سات برس سے ہندوستان میں رہتا رہا ہو،

(b) وہ ہندوستانی نژاد ہو اور غیر منقسم ہندوستان سے باہر کسی ملک میں رہتا ہو۔

(c) وہ کسی ہندوستانی شہری سے شادی کر کے عریضہ کرنے سے قبل سات برس سے ہندوستان میں رہ رہا ہو،

(d) ہندوستانی شہریت رکھنے والوں کا کمسن یا نابالغ بچہ ہو،

(e) وہ بالغ اور صاحب عقل ہو اور جس کے والدین نے Clause (a) کے تحت یا سیکشن نمبر 6 کے ذیلی سیکشن (1) کے تحت، خود کو بطور ہندوستانی شہری رجسٹر کروایا ہو،

(f) وہ بالغ اور صاحب عقل ہو اور جو خود یا جس کے والدین میں سے کوئی ایک پہلے غلام ہندوستان کا شہری رہا ہو اور وہ عریضہ کرنے سے قبل 12 مہینوں سے ہندوستان میں رہ رہا ہو۔

(g) وہ بالغ اور صاحب عقل ہو اور جو پانچ سال سے Overseas Citizen of India Cardholder ہو نیز جو عریضہ کرنے کی تاریخ سے پہلے 12 مہینوں سے ہندوستان میں رہ رہا ہو۔

ہندوستانی نژاد کی تشریح: ہندوستانی نژاد یا Of Indian Orogin کی تشریح ایکٹ میں یہ دی گئی ہے کہ وہ یا اس کے والدین میں سے کوئی ایک غیر منقسم ہندوستان میں پیدا ہوا ہو (یعنی موجودہ بھارت، پاکستان اور بنگلہ دیش) یا اس علاقے میں جو 15 / اگست 1947ء کے بعد ہندوستان میں شامل ہوگیا۔ اس طرح دیسی ریاستیں (مثلاً حیدرآباد) بھی اس میں آجائینگی۔

رجسٹریشن کے ذریعے شہریت عطا کرنے کے سلسلے میں حکومتِ ہند کو بہت سارے اختیارات حاصل ہیں۔ مثلاً وہ کسی کی رہائش کی مدت کو کم کرسکتی ہے، وغیرہ۔ ایکٹ میں آگے اِس کی تفصیل دی گئی ہے۔

(6) شہری حقوق عطا کرنے کے ذریعے:

(1) ایک بالغ اور عاقل شخص جو غیر قانونی مہاجر نہیں ہے اگر شہری حقوق پانے کے لئے متعینہ طریقے سے عریضہ کرتا ہے تو مرکزی حکومت اسے یہ حقوق عطا کرسکتی ہے مگر اس شخص کو Third Schedule کی دفعات کے مطابق اِن حقوق کو پانے کا اہل ہونا چاہئے،

البتہ اگر حکومت کی نظر میں مذکورہ عریضہ گذار نے سائنس، فلسفہ، آرٹ، ادب، عالمی امن اور انسانی ترقی کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں تو وہ Third Schedule کی کوئی بھی یا تمام شرائط ختم کرسکتی ہے۔

(2) جس شخص نے ذیلی دفعہ نمبر 1 کے تحت شہری حقوق کا سرٹی فکٹ حاصل کرلیا ہو تو Second Schedule کے مطابق حلف نامہ دے کر ہندوستانی شہری بن جاتا ہے۔

(6 A) آسام معاہدے کی رُوسے شہریت کی خصوصی دفعات:

چونکہ این آرسی کے تعلق سے سارا ہنگامہ ملک میں ''آسام این آرسی'' کے بعد ہی برپا ہوا۔ اس لئے سٹی زن شپ ایکٹ 1955 کے سیکشن نمبر 6A کا مطالعہ خصوصی توجہ کا طلبگار ہے۔ اِس سیکشن میں آسام کے باشندوں کے لئے شہریت حاصل کرنے کی مختلف بنیادوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

یہ حقیقت دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ آسام کے لئے شہریت کا جو پیچیدہ سیکشن اِس قانون میں شامل کیا گیا ہے، یہ صرف اور صرف ریاستِ آسام کے لئے ہے۔ ملک کی کسی دوسری ریاست سے اِس کا تعلق نہیں آتا۔ اس لئے کسی دوسری ریاست کے لوگوں کو تشویش میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔

ملک کے دیگر علاقوں میں شہریت کا مسئلہ نہایت آسان، واضح اور آئینے کی طرح صاف ہے۔

کہتے ہیں کہ دیگر ممالک سے آ کر آسام میں آباد ہونے والوں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ ان کی آمد نے آسام کے اصل باشندوں کو احساس دلایا کہ یہ "باہر سے آنے والے" ان کی زمینوں اور ملازمتوں پر قابض ہوتے جا رہے ہیں اور آہستہ آہستہ ریاست کے اصل باشندے بے دخل ہوتے جا رہے ہیں۔ اِس احساسِ محرومی نے ان کے اندر بیداری پیدا کرنے کا کام کیا۔ انہوں نے مختلف تنظیمیں بنا کر اپنے حقوق حاصل کرنے کی لڑائی کا آغاز کیا۔ اِس کی مکمل تفصیل ہم نے ایک علیحدہ باب میں بیان کی ہے۔ اِن لوگوں کو خصوصی کامیابی اس وقت ملی جب مرکزی حکومت نے سٹی زن شپ ایکٹ میں ترمیم کر کے خصوصی سیکشن نمبر A 6 کا اضافہ کر کے اِن کے مطالبے کو پورا کیا۔ اِسے Citizenship (Amendment) Act 1985 (Act No. 65 of 1985) کا نام دیا گیا، جسے 7/دسمبر 1985ء سے لاگو کیا گیا۔

اِس سیکشن کی مکمل تو نہیں البتہ کچھ حد تک تفصیل ہم یہاں دے رہے ہیں کیونکہ بہر حال اِس کا فائدہ ملک کی کسی دوسری ریاست کو نہیں مل سکتا کیونکہ یہ آسام کو چھوڑ کر کسی دوسری ریاست پر لاگو ہی نہیں ہوتا۔

A 6 کے تحت آسام کی شہریت کے چند نکات حسب ذیل ہیں۔

(1) ذیلی سیکشن نمبر 1 میں قانونی اصطلاحات کی تشریح دی گئی ہے۔

(2) وہ تمام لوگ جو ہندوستانی نژاد ہیں اور جو یکم جنوری 1966ء سے پہلے ان علاقوں سے آسام آئے جو 7/دسمبر 1985ء سے قبل بنگلہ دیش میں شامل تھے۔ (بشمول ان لوگوں کے جن کے نام ووٹر لسٹ میں شامل ہیں) اور جو اپنے آنے کی تاریخ سے آسام میں ہی قیام پذیر رہے، انہیں یکم جنوری 1966ء سے ہی ہندوستانی شہری تسلیم کیا جائے گا۔

(3) ہندوستانی نژاد ہر وہ شخص جو:

(a) یکم جنوری 1966ء اور 25/مارچ 1971ء کے درمیان، ان علاقوں سے آسام آیا جو 7-12-1985 سے پہلے بنگلہ دیش میں شامل تھے۔ (اور)

(b) جو یہاں آنے کے بعد مستقل طور پر آسام میں رہا۔ (اور)

(c) جس کی شناخت ایک غیر ملکی کے طور پر ہوئی ہو۔

(اس کا مطلب یہ ہے کہ فوریزس ایکٹ 1946ء اور فوریزس (ٹریبونل) آرڈر 1964ء کے تحت جس کی بطور غیر ملکی یا بطور فوریز شناخت کی گئی ہو)

اسے خود کو ایک مخصوص قانون کے تحت رجسٹر کروانا چاہئے اور اگر اس کا نام اسمبلی یا پارلمینٹ کی ووٹر لسٹ میں ہو تو خارج کرنا چاہئے۔

(4) اوپر کے رول کے مطابق جو شخص خود کو رجسٹر کروالیتا ہے اسے دس برس تک ہندوستانی شہریت کی مراعات اور حقوق حاصل رہیں گے، یہاں تک کہ وہ پاسپورٹ بھی بنوا سکتا ہے لیکن دس برس کی مدت مکمل ہونے سے پہلے وہ اسمبلی یا پارلیمنٹ کی کسی ووٹر لسٹ میں اپنا نام درج نہیں کروا سکتا۔

(5) وہ شخص جس کی بطور غیر ملکی شناخت کی گئی، اس کی شناخت کی تاریخ سے دس برس مکمل ہونے پر وہ تمام مقاصد کے لئے کامل طور پر ہندوستانی شہریت کا مالک بن جائے گا۔

مندرجہ بالا میں سیکشن نمبر 6A کی تمام بنیادی باتیں آگئیں صرف تھوڑی سی تفصیل رہ گئی ہے جسے درگذر کرتے ہیں کہ بہرحال ان سے ہماری شہریت کا ذرا بھی تعلق نہیں آتا۔

(7) نئے علاقوں کی شمولیت کے ذریعے شہریت:

اگر کوئی علاقہ کسی بھی وجہ سے بھارت میں شامل ہوتا ہے تو مرکزی حکومت، آفیشیل گزٹ کے ذریعے آرڈر جاری کر کے نئے شامل شدہ علاقے کے باشندوں کو گزٹ میں اشاعت کی تاریخ سے ہندوستانی شہریت عطا کر سکتی ہے۔

(7A) رجسٹریشن آف اوورسیز سٹی زن آف انڈیا کارڈ ہولڈر:

اِس عنوان کے تحت ان لوگوں کی شہریت حاصل کرنے کی شرائط دی گئی ہیں جنہیں کسی دوسرے ملک کی شہریت پہلے سے حاصل ہو اور جو ہندوستانی شہری بننا چاہتے ہوں۔ اِس قسم کے کیس خال خال ہی پائے جاتے ہیں اس لئے اس کی تفصیل سے بھی گریز کرتے ہوئے کہنا چاہتے ہیں کہ جن شہریوں کو اس میں دلچسپی ہو وہ سیکشن 7A کی تفصیلات ایکٹ میں دیکھ لیں۔

تجزیاتی نوٹ:

شہریت کے قانون کی تمام ضروری تفصیلات ہم نے پیش کردی ہیں۔ قارئین کو ہمارا ایک بار اور مشورہ ہے کہ پیدائش کے ذریعے شہریت کے حصول پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے اس کے مطابق ضروری کاغذات اطمینان سے جمع کرتے رہئے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ جہاں نام غلط ہوں، یا ناموں میں فرق ہو، ان کو درست کرنے کی طرف بھی توجہ دیجئے۔ زیادہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ ناموں کی درستی میں پیدائش کا داخلہ اور اگر وہ نہیں ہے تو اسکول لیونگ سرٹی فکٹ کے مطابق نام دیگر کاغذات پر لانے کی کوشش کریں۔

ایک اندازے کے مطابق این آرسی کے کام کا آغاز 22-2021 سے ہی ممکن ہو پائے گا کیونکہ اس سے قبل جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں، این پی آر یعنی رجسٹر برائے آبادی مکمل کیا جائے گا جس کی مدتِ کار اپریل 2020ء تا ستمبر 2020ء طے کی گئی ہے۔

اگر حکومت اس سے پہلے ہی شہریت کا رجسٹر تیار کرنے کا آغاز کر بھی دیتی ہے تو کوئی مسئلہ نہیں۔ نہ گھبرانے کی ضرورت ہے نہ خوف میں مبتلا ہونے کی۔ قارئین کی لاعلمی کو دور کرنے کے لئے ہم نے ''این آرسی کیسے تیار ہوگا؟'' کے عنوان سے ایک علٰحدہ باب تشکیل دیا ہے۔ شہریت کے قوانین کا مطالعہ کیجئے، انہیں سمجھئے، ذہن نشین کیجئے، ان کے مطابق تیاری کیجئے اور موقع ملے تو برادرانِ وطن کی رہنمائی بھی کیجئے۔ یاد رکھئے یہ ملک ہمارا ہے، کوئی طاقت ہمیں ملک سے نہیں نکال سکتی۔ ہم اس ملک میں پیدا ہوئے، یہ ہمارا وطن ہے، یہاں کی مٹی کا پیدا اناج ہم کھاتے ہیں، ہمارے آباء واجداد نے اِس کے لئے جان و مال کی قربانی دی ہے، انہیں کی طرح ہم میں سے ہر شخص اپنے وطن کیلئے آج بھی یہی ارادہ رکھتا ہے کہ ؎

دے کے اِس سوکھے شجر کو جسم کا سارا لہو
ایک ہی پتہ سہی لیکن ہرا کر جاؤں گا

پانچواں باب
شہریت کی منسوخی
Termination of Citizenship

جس طرح حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قانون کے مطابق اپنا اطمینان کر لینے کے بعد شہریت کی سند National Identity Card عطا کرے اُسی طرح اُسے یہ حق بھی حاصل ہے وہ کسی شہری سے اس کے شہری حقوق چھین لے۔ لیکن یہ آمرانہ طریقے سے نہیں ہوگا۔ اِس کے لئے قوانین کی پاسداری اور ان میں دکھائے گئے طریقے (Procedure) پر عمل کرنا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں کوئی شہری اگر چاہے تو اپنی شہریت سے دست بردار بھی ہوسکتا ہے۔ شہریت ختم ہونے یا کرنے کے تین طریقے سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء میں بتائے گئے ہیں۔

(8) شہریت سے دست برداری — Renunciation of Citizenship

(9) شہریت کی منسوخی — Termination of Citizenship

(10) شہریت کی معزولی — Deprivation of Citizenship

(8) شہریت سے دست برداری:

(1) اگر بھارت کا کوئی بالغ اور عاقل شہری طے شدہ طریقے سے اپنی ہندوستانی شہریت سے دست بردار ہونے کا اقرارنامہ (Declaration) لکھ دیتا ہے تو یہ اقرارنامہ اِس تعلق سے مقرر کردہ عہدیدار کے پاس رجسٹر کیا جائے گا۔ اور اسے رجسٹر کر لینے کے بعد وہ شخص ہندوستان کا شہری نہیں رہے گا یعنی رجسٹر ہو جانے کے ساتھ ہی اس کی ہندوستانی شہریت ختم ہو جائے گی۔

اِس میں شرط یہ ہے کہ اگر ایسا کوئی اقرارنامہ کسی ایسی جنگ کے دوران لکھا جاتا ہے جس میں بھارت بھی شامل ہو تو اس کا رجسٹریشن مرکزی حکومت کی دوسری ہدایت ملنے تک روک کر رکھا جائیگا۔

(2) جب اوپر نمبر 1 میں دکھائے گئے رول کے مطابق کوئی شخص ہندوستانی شہری نہیں رہ جاتا تو اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کا ہر کمسن Minor بچہ بھی ہندوستانی شہریت کھو دیتا ہے۔

شرط یہ ہے کہ وہ بچہ اگر اپنے بالغ ہونے کے بعد ایک سال کے اندر (مقررہ طریقے اور فارم میں) یہ اقرار نامہ لکھ کر دیتا ہے یا عریضہ کرتا ہے کہ وہ اپنی ہندوستانی شہریت دوبارہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ دوبارہ ہندوستان کا شہری بن جائے گا۔

(9) شہریت کی منسوخی:

(1) وہ شہری جس نے رجسٹریشن یا شہری حقوق عطا کرنے کے ذریعے شہریت قبول کی ہے اگر وہ رضا کارانہ طور پر کسی دوسرے ملک کی شہریت قبول کر لیتا ہے یا 26 رجنوری 1950ء اور سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء کے نفاذ کی تاریخ کے درمیان کسی وقت کسی دوسرے ملک کی شہریت قبول کر چکا ہے، وہ ہندوستان کا شہری باقی نہیں رہے گا۔

لیکن یہ قانون اس شہری پر لاگو نہیں ہوگا جو کسی ایسی جنگ کے دوران جس میں ہندوستان خود شامل ہے، دوسرے ملک کی شہریت اختیار کرتا ہے، تاوقتیکہ مرکزی حکومت ہدایت نہ جاری کر دے۔

(2) اگر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہندوستان کے کسی شہری نے دوسرے ملک کی شہریت کب سے اختیار کی ہے، تو اس کا فیصلہ مقررہ عہدیدار، مقررہ طریقے سے اور متعلقہ قوانین کے تحت کرے گا۔

(10) شہریت سے معزولی (محروم کردینا):

سیکشن نمبر 10 کسی شہری کو شہریت سے محروم کر دینے کی وضاحت کرتا ہے۔ یہ قانون ہماری نظر میں زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس کے ذریعے سے ایک شہری کو یہ علم ہو جاتا ہے کہ کن وجوہات کی بناء پر حکومت اس کی شہریت ختم کر سکتی ہے۔ ایک اچھے شہری کو اِن تمام وجوہات سے جو اس سیکشن میں دکھائی گئی ہیں، دور رہنا چاہیئے۔ اس لئے اس کی افادیت کے پیش نظر اِسے مکمل طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔

سیکشن نمبر 10 کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(1) اگر حکومتِ ہند کسی شہری کے تعلق سے اِس سیکشن کے تحت شہریت ختم کرنے کا حکم جاری کرتی ہے تو اس کی شہریت ختم ہو جائے گی۔

(2) حکومتِ ہند اپنے حکم کے ذریعے کسی شہری کو شہریت سے اسی وقت محروم کرسکتی ہے جب اُسے اطمینان ہوکہ.......................

(a) اس نے رجسٹریشن اور نیچرلائزیشن کے ذریعے شہریت کا سرٹی فکٹ دھوکہ اور غلط معلومات کی بنیاد پر یا پھر ضروری معلومات کو پوشیدہ رکھ کر حاصل کیا ہے۔

(b) اس نے اپنے کسی عمل یا تقریر کے ذریعے خود کو باغی ظاہر کیا ہے اور دستورِ ہند کی اطاعت سے انکار کیا ہے۔

(c) اس نے کسی ایسی جنگ کے دوران جس میں بھارت شامل ہو، دشمن سے غیر قانونی کاروبار یا رابطہ کیا ہے یا کوئی ایسا کام کیا ہے یا اس سے منسلک رہا ہے جس سے دشمن کو مدد پہنچی ہو۔

(d) اس نے اپنی شہریت کے رجسٹریشن کے پانچ سال کے اندر کسی دوسرے ملک میں دوسال قید کی سزا پائی ہو۔

(e) وہ مسلسل سات برس تک ملک سے باہر رہا ہے اور اس دوران نہ وہ کسی تعلیمی ادارے کا طالب علم رہا، نہ حکومتِ ہند کا ملازم رہا، نہ کسی ایسی بین الاقوامی تنظیم کا ملازم رہا جس کا بھارت بھی ایک رکن ہو، اور نہ ہندوستانی کونسلیٹ کو کوئی اطلاع دی کہ وہ اپنی ہندوستانی شہریت باقی رکھنا چاہتا ہے۔

(3) مرکزی حکومت کسی شہری کو شہریت سے اس وقت تک محروم نہیں کرے گی جب تک اسے یقین نہ ہو جائے کہ اس کی شہریت کا جاری رہنا عوامی مفاد میں نہیں ہے۔

(4) (شہریت سے محروم کردینے کے) کسی حکم کو جاری کرنے سے پہلے اس شخص کو ایک تحریری نوٹس کے ذریعے ان وجوہات کی معلومات دی جائے گی جن کی بنیاد پر اس کی شہریت ختم کرنے کا ارادہ ہے۔ اگر وہ شخص مقررہ طریقے پر ایک عریضہ دیتا ہے کہ اس کا کیس ایک انکوائری کمیٹی کے حوالے کردیا جائے تو یہ اس کا حق ہے۔

(5) اس شخص کے عریضے کے مطابق حکومتِ ہند کیس ایک انکوائری کمیٹی کے حوالے کردے گی جس کا چیئرمن ایک ایسا شخص ہوگا جس نے دس برس تک عدالتی عہدے پر کام کیا ہو۔ اس کے ساتھ مرکزی حکومت کے مقرر کردہ دو اور رکن بھی ہوں گے۔

(6) انکوائری کمیٹی اپنی سفارشات حکومتِ ہند کو دے گی، اور عام طور پر حکومت اِن سفارشات کی روشنی میں فیصلہ کرے گی۔

وضاحت:

مندرجہ بالا تفصیلات سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی شہری کی شہریت کن بنیادوں پر ختم ہوتی ہے، وہیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کسی شہری کی شہریت کو بیک قلم ختم نہیں کیا جاسکتا۔ بھارت کی شہریت بھی ایک شہری کا ایسا حق ہے جس کے ذریعے سے اسے سینکڑوں دستوری اور قانونی حقوق اور تحفظات حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے دستور سازوں نے شہریت ختم کرنے کے قانون کو اس طرح سے بنایا ہے کہ کسی کو اندھیرے میں رکھ کر یا بنا صفائی کا موقع دیئے شہریت کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لئے ایک لمبے پروسیجر سے گذرنا ہوتا ہے۔ جس شہری کو شہریت سے محروم کردینے کی تجویز ہے، اسے پورا موقع دیا گیا ہے کہ وہ قانونی لڑائی لڑ سکے اور اپنی شہریت کو بچانے کے لئے ضروری ثبوت حکومت کو مہیا کرے اور اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کو غلط ثابت کرے۔ انکوائری کمیٹی کا چیئرمن دس برس سے زیادہ کا تجربہ رکھنے والا جج ہوتا ہے جو قانون کی تمام باریکیوں سے واقف ہوتا ہے۔ ایک طرح سے انکوائری کمیٹی بھی ''کورٹ'' کا درجہ رکھتی ہے۔ قانون کی اِس دفعہ کی رو سے ایک شہری کو وہ دفاعی حقوق حاصل ہیں جو انصاف پر مبنی دستورِ ہند کی روح کہے جاسکتے ہیں۔ سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء کے سیکشن نمبر 8، نمبر 9 اور نمبر 10 اِس خوبی کے ساتھ بنائے گئے ہیں کہ یہ سیکشن شہریت کو ختم کرنے کے دعویدار تو ہیں، شہریت کی حفاظت کے بھی علمبردار ہیں۔ یہ سیکشن ہر اس شہری کی شہریت کی حفاظت کی ذمہ داری لیتے ہیں جن کی شہریت ختم کرنے کی اچھی یا بری کوشش کسی جانب سے ہوتی ہے۔ شہریانِ ہند کو اِن کی موجودگی میں کسی خوف میں مبتلا ہونے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ دراصل یہ پورا ایکٹ ہی ہندوستان کے باشندوں کی شہریت کی حفاظت کرتا ہے۔ اِن سارے حقائق کو نہ صرف خود سمجھنے بلکہ دوسروں کو بھی سمجھانے کی ضرورت ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ قارئین اِس معاملے میں سنجیدگی سے عملی قدم اٹھائیں گے اور خاص طور پر ان کی مدد کے لئے آگے آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم و شعور کی دولت سے محروم رکھا ہے۔

چھٹا باب

این آر سی حکومت کی قانونی ذمہ داری، مگر......؟

قومی رجسٹر برائے شہریت (NRC) کی تشکیل کرنا اور اس میں حقیقی شہریوں کی تفصیل درج کرنا کسی حکومت کی ذہنی اُپج نہیں ہے۔ یہ حکومت کی قانونی ذمہ داری ہے جو وہ اب تک پورا کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اگر اس نے دیر سے قدم اٹھایا ہے تب بھی ہمیں خوفزدہ ہونے کی بجائے اس کا استقبال کرنا چاہئے۔ کیا ہم نہیں چاہیں گے کہ ہمارے اس عظیم ملک میں بسنے والے باشندوں کو ان کی شہریت کی سند مل جائے؟ کیا ہم نہیں چاہیں گے کہ ہمارے سروں پر جو شکوک و شبہات کے بادل ہمیشہ منڈلاتے رہتے ہیں وہ چھٹ جائیں؟ شہریت کا رجسٹریشن کبھی نہ کبھی تو ہونا ہی تھا، سو اب سہی۔ ہم NRC کی تیاری کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ اس نے ہم کو ایک سنہری موقع عطا کیا ہے کہ ہم اپنی شہریت کو ثابت کر سکیں، اپنا نام قومی رجسٹر برائے شہریت میں درج کروا سکیں اور ایک عدد قومی شناختی کارڈ کے مالک بن جائیں جو ہماری شہریت کی شناخت کا پکّا ثبوت ہوگا اور ہمیشہ ہمارے اور ہماری نسلوں کے کام آتا رہے گا۔

حکومت کے بعض اقدامات سے یہ تاثر ملتا ہے کہ این آر سی کے ذریعے ایک مخصوص مذہب کے لوگوں کو نشانہ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ممکن ہے کہ آسام این آر سی کی ابتدا اِسی نیت سے کی گئی ہو۔ لیکن داؤں الٹا پڑ گیا۔ ''آسام این آر سی کا پس منظر'' عنوان کے تحت ہم آپ کو دکھائیں گے کہ 19 رلاکھ باشندے این آر سی میں اپنا نام درج کروانے میں ناکام رہے ہیں۔ اِن میں مسلمانوں کی تعداد تو قلیل ہے، برادرانِ وطن کی بڑی تعداد شامل ہے۔ اُس باب کو جب آپ بغور پڑھیں گے تو این آر سی کی تیاری کو آپ بھی میری طرح زحمت کی بجائے رحمت سمجھنے لگیں گے۔

سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء کا سیکشن نمبر 14A حکومت پر جو ذمہ داری ڈالتا ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(14A) قومی شناختی کارڈ کا اجراء: Issue of National Identity Cards :

(1) مرکزی حکومت کو چاہئے کہ ہر ہندوستانی شہری کو لازمی طور پر رجسٹر کرے اور اُسے قومی شناختی کارڈ عطا کرے۔

(2) مرکزی حکومت کو چاہئے کہ ایک قومی رجسٹر برائے ہندوستانی شہریت (NRC) تیار کرے اور اس مقصد کے لئے نیشنل رجسٹریشن اتھارٹی کی تشکیل کرے۔

(3) سٹی زن شپ (ترمیمی) ایکٹ 2003 (6 of 2004) کے نفاذ کی تاریخ سے ......اور...... برتھ اور ڈیتھ ایکٹ 1969 (18 of 1969) کے سیکشن (1)3 کی رو سے رجسٹرار جنرل آف انڈیا، نیشنل رجسٹریشن اتھارٹی کے طور پر کام کرے گا اور رجسٹرار جنرل آف سٹی زن رجسٹریشن کی حیثیت سے بھی ذمہ داریاں نبھائے گا۔

(4) مرکزی حکومت رجسٹرار جنرل آف سٹی زن رجسٹریشن کو اس کی ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں مدد کرنے کے لئے جتنے افسروں اور اسٹاف کی ضرورت ہوگی، مہیا کرے گی۔

(5) ہندوستانی شہریوں کے لازمی رجسٹریشن کا طریقۂ عمل وہی ہوگا جو حکومت کی طرف سے طے کر دیا جائے۔

وضاحت:

آپ نے غور کیا۔ یہ تمام قوانین اُس ایکٹ میں موجود ہیں جسے 1955ء میں بنایا گیا۔ اِس ایکٹ کو بنے ہوئے 64 ربرس ہو گئے۔

حکومتیں آتی رہیں، جاتی رہیں، لیکن سیاسی وجوہات کہہ لیجئے یا ووٹ بینک کی سیاست، کسی پارٹی اور حکومت نے اِس کے مطابق عمل کرنے کی ہمت نہیں کی۔ موجودہ حکومت نے آسام کے ذریعے اِس کام میں ہاتھ ڈالا اور اپنا ہاتھ جلا بیٹھی۔ اِس کی بھی تفصیل آئندہ صفحات پر ملے گی۔

دوسری اہم بات یہ کہ شہریت کے قوانین سے صوبائی حکومتوں کا کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو مختلف پارٹیوں کی مختلف صوبائی حکومتیں اس وقت مختلف سمتوں میں دوڑ لگا رہی ہوتیں اور اپنی مرضی کے مطابق قوانین بنا رہی اور ترمیمات کر رہی ہوتیں۔

تیسری اور اہم بات یہ کہ جس طرح ایک شہری کو اپنی شہریت کا دفاع کرنے کا حق حاصل ہے جس کی تفصیل اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ اُسی طرح قومی رجسٹر برائے شہریت کی تیاری میں اگر

کسی کو کوئی شکایت ہوتی ہے، یا اس کا نام کسی وجہ سے رجسٹر میں نہیں آتا تو فکر کی کوئی بات نہیں۔ اُس کے پاس ایسے کئی راستے ہیں جو اُسے انصاف دلا سکتے ہیں۔ این آر سی کے تعلق سے جو اختیارات اسے حاصل ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(15) ترمیم کا حق: Revision

(1) وہ شخص جو کسی آفیسر یا عہدیدار (حکومت کے علاوہ) کے آرڈر سے غیر مطمئن ہے وہ حکمنامہ کے جاری ہونے سے تیس دن کے اندر فیصلہ میں تبدیلی یا ترمیم کی اپیل مرکزی حکومت کے پاس کر سکتا ہے۔

حکومت اِس سیکشن میں دی ہوئی تیس دن کی مدت کو نظرانداز کر سکتی ہے اگر اسے یقین ہو کہ عریضہ گذار کے پاس اپنے دیر سے آنے کی کافی وجوہات ہیں۔

(2) اس طرح کا کوئی عریضہ حکومت کے پاس آنے کے بعد اور متعلقہ افسر کی رپورٹ کا مطالعہ کرنے کے بعد مرکزی حکومت اپنا فیصلہ دے گی جو فائنل ہوگا۔

(15A) نظر ثانی کا حق: Review

اوپر سب سیکشن (2) میں بتایا گیا ہے کہ حکومت کا فیصلہ فائنل مانا جائے گا لیکن نمبر 15A میں اس فیصلے پر نظر ثانی کی اپیل کرنے کا حق دیا گیا ہے جو اس طرح ہے:

(1) حکومت کے فیصلے سے غیر مطمئن کوئی بھی شخص حکومت کے فیصلے کے تیس دن کے اندر، فیصلے پر نظر ثانی کی درخواست کر سکتا ہے۔

حکومت تیس دن کی اس مدت کو درگذر کر سکتی ہے اگر اسے یقین ہو کہ متعلقہ شخص کے پاس دیر سے آنے کی معقول وجوہات ہیں۔

علاوہ ازیں اس قسم کی نظر ثانی کے عریضے کا فیصلہ سیکشن نمبر 18 کے سب سیکشن (2) کی شق (a) کی بنیاد پر طے کئے ہوئے دستور العمل کے مطابق ہوگا۔

(2) اس قسم کے عریضے کے سلسلے میں مرکزی حکومت مناسب فیصلہ کرے گی اور نظر ثانی عریضہ پر حکومت کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

ساتواں باب

سٹی زن شپ (رجسٹریشن آف سٹی زنس اینڈ اِشو آف نیشنل آئڈنٹٹی کارڈس) رولز 2003ء

دستورِ ہند اور سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء کے عطا کردہ اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے مرکزی حکومت نے این آرسی تیار کرنے کے طریقۂ عمل کی وضاحت کے لئے 2003ء میں رولز بنائے جسے 10 / دسمبر 2003ء سے لاگو کیا گیا۔ چونکہ اِن رولز میں شہریت طے کرنے اور این آرسی تیار کرنے کا مکمل طریقۂ عمل درج کیا گیا ہے اس لئے ان کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ مسافر کو راستے کے نشیب و فراز کا علم ہو جاتا ہے تو سفر نسبتاً آسان ہو جاتا ہے، اِسی اصول کے پیش نظر اس قانون کی تفصیلات پیش کی جارہی ہیں۔

1- **مختصر عنوان :** سٹی زن شپ (رجسٹریشن آف سٹی زنس اینڈ اِشو آف نیشنل آئڈنٹٹی کارڈس) رولز 2003ء -

2- اِس سیکشن میں اصطلاحات کی تشریحات دی گئی ہیں۔

3- **ہندوستانی شہریوں کا قومی رجسٹر** National Register of Indian Citizens

(1) رجسٹرار جنرل آف سٹی زن رجسٹریشن، ہندوستانی شہریوں کا قومی رجسٹر NRC بنائے گا اور اُس کی حفاظت کرے گا۔

(2) نیشنل رجسٹر کے چار ذیلی حصے ہوں گے۔ ریاستی رجسٹر، ضلعی رجسٹر، سب ڈسٹرکٹ رجسٹر، لوکل یا مقامی رجسٹر، جس میں حکومت کی مقرر کردہ تفصیلات درج ہوں گی۔

(3) ہندوستانی شہریوں کے قومی رجسٹر NRC میں ہر شہری کے تعلق سے مندرجہ ذیل معلومات ہوں گی۔

(i) نام (ii) باپ کا نام (iii) ماں کا نام (iv) جنس (v) تاریخ پیدائش

(vi) مقام پیدائش (vii) عارضی اور مستقل رہائشی پتہ (viii) شادی شدہ ہے یا غیر شادی شدہ، اگر شادی شدہ ہے تو شریکِ حیات کا نام (ix) نمایاں شناختی نشان (x) شہری کے رجسٹریشن کی تاریخ (xi) رجسٹریشن کا سیریل نمبر (xii) قومی شناختی نمبر

(4) مرکزی حکومت Population Register (آبادی رجسٹر) کے لئے معلومات جمع کرنے اور رجسٹر تیار کرنے کا حکم نامہ جاری کرے گی۔

(5) ہندوستانی شہریوں کے مقامی رجسٹر میں درج تفصیلات کو قومی آبادی رجسٹر National Population Register سے ملا کر دیکھا جائے گا۔

4- ہندوستانی شہریوں کے قومی رجسٹر NRC کی تیاری:

(1) مرکزی حکومت اِس رجسٹر کو تیار کرنے کے لئے پورے ملک میں گھر گھر سروے کر کے ہر فرد اور خاندان کی معلومات جمع کرے گی۔

(2) رجسٹرار جنرل آف سٹی زن رجسٹریشن اِس سروے کی تاریخوں کا اعلان کرے گا۔

(3) ہندوستانی شہریوں کا رجسٹر تیار کرنے کے لئے این پی آر National Population Register (NPR) میں دی گئی تفصیلات کی بھی باریک بینی سے چھان بین ہوگی۔

(4) چھان بین کرتے وقت اگر کسی کی شہریت مشکوک نظر آئے گی تو اِس حقیقت کو این پی آر یعنی آبادی رجسٹر میں مناسب ریمارک کے ساتھ درج کر کے مزید انکوائری کی جائے گی اور مشکوک فرد یا خاندان کو چھان بین کا عمل ختم ہوتے ہی ایک طے شدہ فارم کے ذریعے اطلاع دے دی جائے گی۔

(5) (a) سب رول نمبر (4) میں دکھائے گئے مشکوک فرد یا خاندان کو سب ڈسٹرکٹ یا تعلقہ رجسٹرار کے سامنے اپنی بات رکھنے کا موقع دیا جائے گا، اس کے بعد ہی فیصلہ ہوگا کہ اس کا نام قومی رجسٹر برائے شہریت میں رکھا جائے یا نہیں۔

(b) تعلقہ رجسٹرار نوے (90) دِنوں میں اپنی رپورٹ تیار کرے گا۔

(6) (a) ہندوستانی شہریوں کے ڈرافٹ لوکل رجسٹر (کچا مسودہ) کی تعلقہ رجسٹرار اشاعت کر کے فرد یا خاندان کے سربراہ کو اعتراضات، نام کی شمولیت، درستی وغیرہ کا موقع دے گا

اور فائنل قومی رجسٹر میں انہیں درج کرنے کی تجویز رکھے گا۔

(b) درج شدہ کسی بھی معلومات، نام کی شمولیت یا درستی وغیرہ کا فیصلہ ڈرافٹ رجسٹر (قومی رجسٹر کا مسودہ) کی اشاعت سے تیس دنوں کے اندر کیا جائے گا جس میں اعتراضات کے اسباب بھی بتائے جائیں گے۔

(c) تعلقہ رجسٹرار اِن اعتراضات پر غور کرے گا اور نوے (90) دنوں کے اندر مجمل طور پر (یعنی عجلت میں، اختصار کے ساتھ) فیصلہ کر دے گا۔ اس کے بعد وہ لوکل رجسٹر کو ضلع رجسٹرار کو سونپ دے گا اور ضلعی رجسٹرار ان اندراجات کو نیشنل رجسٹر میں منتقل کرے گا۔

(7) (a) تعلقہ رجسٹرار کے فیصلوں سے غیر مطمئن کوئی بھی شخص تیس دنوں کے اندر ضلعی رجسٹرار کو اپیل کر سکتا ہے۔

(b) ضلعی رجسٹرار اس شخص کو شنوائی کا موقع دے کر نوے (90) دنوں کے اندر فائنل فیصلہ کرلے گا۔

(c) اپیل قبول ہو جانے کی صورت میں اس شخص کا نام قومی رجسٹر برائے شہریت میں درج کرلیا جائے گا۔

5- مختلف آفیسرس رجسٹرار جنرل کی مدد کریں گے۔

6- رجسٹر تیار کرنے کی مدت:

(1) رجسٹرار جنرل آف سٹی زن رجسٹریشن کی طرف سے تاریخ کا اعلان ہوگا۔

(2) اِسی آرڈر میں رجسٹر تیار کرنے کی تفصیل بھی ہوگی۔

(3) ہر فرد کے لئے اِس مدت کے دوران سٹی زن شپ کے مقامی رجسٹر میں خود کو رجسٹر کروانا لازمی ہے۔

7- خاندان کا سربراہ اطلاع گذار ہوگا:

(1) ہر فرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ رجسٹر تیار کرنے میں آفیسرس کی مدد کرے۔

(2) یہ خاندان کے سربراہ کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ خاندان کے افراد کی تعداد اور ان کی درست معلومات مہیا کرے۔

(3) لوکل رجسٹر میں ایک بار خود کو رجسٹر کروالینا اور درست انفرادی معلومات دینا ہر شہری کی ذمہ داری ہے۔

(4) خاندان کا سربراہ خاندان کے کم عمر ممبران کی معلومات بھی دینے کا ذمہ دار ہوگا۔

8- ضلعی اور تعلقہ رجسٹرار کے اختیارات:

ضلعی اور تعلقہ رجسٹرار شہریت کے تعلق سے فیصلہ کرنے کے لئے کسی بھی شخص سے کوئی بھی معلومات طلب کر سکتے ہیں اور مذکورہ شخص کے لئے اس معلومات کا مہیا کرنا لازمی ہوگا۔ وہ انکار نہیں کر سکتا۔

9- پروسیجر: رجسٹرار جنرل آف سٹی زن رجسٹریشن قومی رجسٹر تیار کرنے کے لئے پروسیجر طے کرے گا اور اعلان کرے گا۔

10- نام اور معلومات رجسٹر سے ختم کرنا۔ Deletion

(1) مندرجہ ذیل اسباب کی بناء پر نام اور معلومات رجسٹر سے ختم کی جاسکتی ہے۔

(i) کسی شخص کی موت ہو جانا

(ii) کسی شخص کی ہندوستانی شہریت ختم ہو جانا

(iii) کسی شخص سے شہریت کا چھین لیا جانا

(iv) شہری کی دی ہوئی معلومات کا بعد میں غلط ثابت ہونا۔

(2) 30/دن کے اندر شہریت ختم ہونے کی اطلاع دینا ضروری ہے۔

(3) موت کی وجہ سے کسی شخص کا نام رجسٹر سے کم کرنے کی اطلاع اس کے قریبی رشتے دار کو تیس دنوں کے اندر دے دی جائے گی۔

11- قومی رجسٹر کا تحفظ اور تجدید: Updating

(1) معلومات کو الکٹرونک یا کسی اور شکل میں سنبھال کر رکھنے کا اس طرح انتظام ہوگا کہ اسے مسلسل Update کیا جاسکے۔

(2) یہ ہر خاندان کے سربراہ کی ذمہ داری ہوگی کہ اس کے خاندان میں موت یا پیدائش ہونے پر رجسٹر میں اندراج کرے۔

12- اندراجات میں تبدیلی:

نام یا رہائش بدل جانے یا شادی ہو جانے پر رجسٹر میں تبدیلی کی جائے گی۔

13- قومی شناختی کارڈ کا اجراء:

جس شخص کا نام قومی رجسٹر برائے شہریت میں درج ہو جائے گا اسے قومی شناختی کارڈ جاری کر دیا جائے گا۔

14- (1) قومی شناختی کارڈ حکومت کی ملکیت ہوگا۔

(2) کسی شخص کو اِسے برباد کرنے، تبدیل کرنے اور غیر قانونی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(3) شہریت ختم ہو جانے پر شناختی کارڈ جمع کرنا ہوگا۔

(4) کارڈ گم ہو جانے یا برباد ہو جانے کی رپورٹ قریبی رشتے دار فوری طور پر مقامی پولیس اسٹیشن کو دے گا۔

15-16-17- آفیسران کی تقرری:

اِس سیکشن میں قومی رجسٹر تیار کرنے کے لئے آفیسرس کی تقرری کی تفصیلات شامل ہیں۔

18- رجسٹرار جنرل آف سٹی زن رجسٹریشن، مرکزی حکومت کے صلاح ومشورے سے، ریاستی حکومتوں کو ہدایات جاری کرے گا۔

وضاحت:

مندرجۂ بالا قانون کی روشنی میں قومی رجسٹر برائے شہریت تیار کرنے کا طریقۂ عمل Procedure آئینے کی طرح روشن اور صاف ہو جاتا ہے۔ اِس کے باوجود اِس پروسیجر میں جو معمولی تفصیلات درج ہونے سے رہ گئی ہیں انہیں ہم نے ایک علیٰحدہ باب ''این آرسی کیسے تیار ہوگا؟'' میں بیان کردی ہیں۔ اِس قانون کی رو سے خاندان کے سربراہ کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ اپنے خاندان کے تمام افراد کی معلومات جمع کرنا، آفیسران تک پہنچانا، اور خاندان کے اراکین کے نام قومی رجسٹر میں درج کروانے کی اہم ذمہ داری اسے دی گئی ہے۔ اِس سلسلے میں جو فارم تقسیم کیا جائے گا اس میں اِس کی تفصیل ہوگی۔ بالفرض اگر خاندان کا سربراہ اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرتا،

تب بھی کوئی شہری اس کی غیر ذمہ داری کا بہانہ نہیں بنا سکتا بلکہ اس صورت میں شہری کو خود اپنی تفصیلات فراہم کرنے کی جواب داری بھی قانون میں موجود ہے۔

عام طور پر خواتین کی معلومات جمع کرنے اور ان کی دستاویزات کو Update کرنے پر ہماری توجہ کم رہتی ہے۔ اِس لئے اِس طرف سے بھی غفلت نہیں برتنی چاہئے اور خاندان کے ہر فرد، خواہ مرد ہو یا عورت، کی معلومات، ان کے کاغذات اور دستاویزات کی تیاری میں کوئی کوتاہی نہیں کرنا چاہئے۔

اِس قانون میں نوٹ کرنے کی اہم بات یہ ہے کہ ہر ہر قدم پر اپیل کرنے اور بے اطمینانی یا ناانصافی کی صورت میں اپنی بات رکھنے اور انصاف طلب کرنے کا موقع حاصل ہے۔ سب سے پہلے تعلقہ رجسٹرار کو اپیل کی جا سکتی ہے، اس کے فیصلے سے غیر مطمئن کوئی بھی شخص ضلع رجسٹرار کو اپیل کر سکتا ہے۔ فائنل این آرسی کی اشاعت کے بعد بھی اگر نام نہ آئے تو فارینرس ٹریبونل میں اپیل ہوسکتی ہے۔ وہاں بھی ناکام ہونے کی صورت میں سپریم کورٹ میں اپیل کی جا سکتی ہے۔ یہ ہم سب کے لئے اطمینان کی بات ہے اِس لئے پوری دلجمعی اور اطمینان قلب کے ساتھ قومی رجسٹر میں اپنے اور اپنے اہلِ خاندان کے ناموں کے اندراج کی کوشش کرتے رہنا چاہئے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اِس سلسلے میں کوئی چالاکی یا ہوشیاری خود ہمارے لئے زہر ثابت ہوگی اسلئے اس کا خیال بھی دل میں نہ لانا چاہئے۔ اگر ہم سنجیدگی اور بنا گھبراہٹ کے اپنا کام کرتے رہے تو انشاء اللہ ناکامی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا اور ہم اِس امتحان سے سرخرو ہو کر نکلیں گے۔

آٹھواں باب

آسام میں این آرسی کا تاریخی پس منظر

بہت سے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوا ہوگا کہ آخر حکومت نے این آرسی کے لئے صوبہ آسام کا انتخاب کیوں کیا۔ اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ ریاستِ آسام مہاجرین کی آمد Infiltration کی ایک طویل تاریخ رکھتی ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ حکومتِ وقت کو این آرسی کا آغاز کہیں نہ کہیں سے کرنا تھا۔ چونکہ موجودہ مرکزی حکومت ایک مخصوص فکر اور سوچ کی حامل ہے، جس کی وجہ سے غالباً اس کی یہ سمجھ بنی ہوگی کہ آسام میں دوسرے علاقوں سے ہجرت کر کے آنے والوں کی کثیر تعداد ایک مخصوص مذہب کے ماننے والوں کی ہے، جنہیں الگ کر کے وہ ملک کے دیگر علاقوں میں اپنے ووٹ بینک میں اضافہ کرلے گی۔ لیکن جب این آرسی رجسٹر کی حتمی اشاعت ہوئی تو سارا ملک حیران رہ گیا۔ خود حکومتِ وقت بھی اس غیر متوقع نتیجے سے الجھن میں پڑگئی ہے۔

ہمیں آسام میں این آرسی کی تفصیل دینے میں دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن چونکہ یہ ملک میں این آرسی کی تشکیل کرنے والی پہلی ریاست ہے۔ اِس لئے ہم نے سوچا کہ وہاں پر این آرسی کی تیاری کیسے ہوئی، کون کون سی دشواریوں سے گذرنا پڑا، کن کن دستاویزات اور کاغذات کی بنیاد پر شہریت کو تسلیم کیا گیا اور کن لوگوں کے نام قومی رجسٹر برائے شہریت میں درج کئے گئے۔ کن لوگوں کے کاغذات قبول کئے گئے، کن کے کاغذات قبول نہیں ہوئے اور کیوں؟ اگر اِن سب کو مختصراً بیان کر دیا جائے تو مستقبل میں جہاں کہیں بھی این آرسی کی کاروائی کا آغاز ہوگا، یہ رپورٹ رہنمائی کے کام آئے گی۔

دوسرا سبب اِس پس منظر کے بیان کرنے کا یہ ہے کہ سارے ملک کو بتایا جاسکے کہ آسام میں این آرسی کی تاریخ، اس کے لئے لگنے والی دستاویزات اور ثبوت صرف آسام کے لئے مخصوص ہیں۔ اِن کی بنیاد پر ملک کی کسی دوسری ریاست میں این آرسی تیار نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ دیگر ریاستوں میں بالکل الگ طریقے سے تیاری ہوگی۔ اس کا طریقۂ عمل نہایت آسان اور سادہ ہوگا۔

آسام کی طرح پیچیدہ اور گنجلک نہیں ہوگا۔ اب جس وقت ملک کے دیگر حصوں میں این آرسی کا عمل شروع ہوگا تو آسام ان میں شامل نہیں ہوگا۔ سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء کی تشریح کرتے وقت ہم نے واضح طور پر بتا دیا ہے کہ شہریت کے تعلق سے آسام کی ایک منفرد حیثیت ہے جو کسی دوسرے علاقے سے میل نہیں کھاتی۔ ہم پہلے تو آسام این آرسی کے تاریخی پس منظر کی کچھ تفصیل پیش کریں گے اور پھر اس تجربہ کا تجزیہ کر کے آسام این آرسی کی کامیابی اور ناکامی پر اپنا تبصرہ بھی پیش کریں گے۔

پس منظر:

24 ر فروری 1826ء کے ایک معاہدے کی رو سے آسام کا علاقہ برطانوی حکومت کے کنٹرول میں آگیا۔ انیسویں اور بیسویں صدی کے دوران (1826ء سے 1947ء تک) مہاجرین کی بہت بڑی تعداد دیگر برطانوی علاقوں سے آسام کی سرحدوں میں داخل ہوتی رہی۔ خصوصی طور پر برطانوی حکومت کی نرم پالیسی کے سبب بنگال کے بے شمار کسان زرخیز زمینوں کی تلاش میں آسام آنے لگے۔ 1931ء میں مردم شماری کے سپرنٹنڈنٹ سی ایس ملن نے لکھا......

"......گذشتہ پچیس برسوں کے دوران زمین کے بھوکے مہاجرین کی آمد کی وجہ سے آسام اور اس کی ثقافت کے کامل طور پر بدل جانے کا امکان ہے......"

ایک اہم نقطہ یہ ہے کہ ہجرت کرنے والوں میں ان بنگالی ہندوؤں کی کثرت ہے جو مشرقی پاکستان سے آئے۔ 1971ء میں مشرقی پاکستان، بنگلہ دیش میں تبدیل ہوگیا لیکن بنگلہ دیش بنتے وقت ایک زبردست جنگ ہوئی جس کی وجہ سے آبادی کا ایک بڑا حصہ ہجرت کر کے رفیوجی کی شکل میں ہندوستانی سرحدوں کے اندر خصوصاً آسام میں داخل ہوگیا، جو کبھی واپس نہیں گیا۔ 2012ء میں آسام کی وزارتِ داخلہ کی ایک رپورٹ کے مطابق پہلے تو ان کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے دو لاکھ بتائی گئی لیکن بعد کے اندازے کے مطابق پانچ لاکھ ظاہر کی گئی۔ بنگلہ دیش بن جانے پر ہجرت کا سلسلہ نہیں تھما لیکن اس بار غیر قانونی طور پر لوگ آنا شروع ہوئے۔

غیر قانونی مہاجرین کی شناخت کے لئے آسام میں پہلی بار این آرسی 1951ء کی مردم شماری کے ساتھ ہی تیار کیا گیا تھا۔ مردم شماری کے رجسٹرار جنرل نے 1961ء میں غیر قانونی مہاجرین کی

تعداد 2,20,691 بتائی تھی۔ 1965ء میں حکومتِ ہند نے حکومتِ آسام کے ساتھ مل کر رجسٹر برائے شہریت تیار کرنے اور انہیں "قومی شناختی کارڈ" جاری کرنے کا ارادہ کیا لیکن غالباً معاملے کی پیچیدگی اور نزاکت کے پیش نظر کام کو ناقابل عمل قرار دے کر ارادہ ترک کر دیا۔ 1976ء میں حکومتِ ہند نے آسام سرکار کو ہدایت دی کہ 1971ء سے قبل کے غیر قانونی مہاجرین کو ملک سے نہ نکالا جائے۔

حکومتوں کے پس وپیش اور ہچکچاہٹ کے سبب 1979ء میں اچانک آسامی طلبہ کے ایک گروپ نے غیر قانونی مہاجرین کی گرفتاری، انہیں ووٹ دینے سے روکنے اور ملک بدر کروانے کے لئے ایک زبردست تحریک کا آغاز کیا۔ جلد ہی اِس نے ایک عوامی تحریک کی شکل اختیار کر لی، جس کی قیادت آل آسام اسٹوڈنٹ یونین (AASU) اور آل آسام گن سنگرام پریشد (AAGSP) کے ہاتھوں میں تھی۔ مسلسل چھ برسوں تک یہ تحریک جاری رہی۔ بالآخر 15/اگست 1985ء کو طلبہ یونین اور وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی کی سربراہی میں حکومتِ ہند کے درمیان نئی دہلی میں ایک معاہدہ طے پایا جسے معاہدۂ آسام Assam Accord کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اِس معاہدہ میں طے شدہ شرائط کی رو سے سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء میں بھی فوری طور پر تبدیلی کی گئی اور سیکشن 6A کا اضافہ کیا گیا، جس کی تفصیل ہم گذشتہ صفحات پر بیان کر چکے ہیں۔ یہ بھی طے پایا کہ 25/مارچ 1971ء کے بعد آنے والے غیر ملکیوں کی شناخت کر کے انہیں قانون کے مطابق ملک بدر کیا جائے۔

2010ء میں ان کی شناخت کے لئے بارپیٹا اور کام روپ تحصیلوں میں پائلٹ پروجیکٹ بطور تجربہ شروع کئے گئے لیکن لاء اینڈ آرڈر کا زبردست مسئلہ پیدا ہو گیا۔ ڈپٹی کمشنر کے آفس پر حملہ ہوا۔ پولس فائرنگ میں چار لوگ مارے گئے۔ اِس تجربے کے بعد ایک عرصے تک قومی رجسٹر برائے شہریت NRC کی تیاری کو ناممکن العمل خیال کیا جاتا رہا۔ آخر کار ایک رِٹ پٹیشن پر فیصلہ دیتے ہوئے سپریم کورٹ نے اِس معاملے میں مداخلت کی اور 2013ء میں حکومتِ ہند اور حکومتِ آسام کو حکم دیا کہ سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء اور سٹی زن شپ رولز 2003ء کی بنیاد پر این آر سی کو اَپ ڈیٹ کرنے کا کام پورے آسام میں کیا جائے۔ نیز یہ رہنمائی بھی کی کہ دونوں قوانین کے مطابق کسی بھی شخص کی شہریت کا تعین 1951ء کی این آر سی، 1971ء سے پہلے کی ووٹر لسٹ اور دونوں کی غیر موجودگی میں 24/مارچ 1971ء کی نصف رات تک کی دستاویزات کی مدد سے کیا جائے۔

نواں باب

آسام این آرسی/ حقائق اور تجزیہ

آسام میں نیشنل رجسٹر برائے شہریت اپنی آخری شکل میں 31 / اگست 2019ء کو شائع کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ اصل شہریوں کی شناخت کا اتنا عظیم پروجیکٹ، بھارت ہی نہیں کسی دوسرے ملک میں بھی کبھی ہاتھ میں نہیں لیا گیا۔ این آرسی میں رجسٹریشن کے لئے 3,30,27,661 / افراد نے 68,37,660 درخواستیں دیں۔ 3,11,21,004 افراد نے این آرسی میں اپنا نام درج کروانے میں کامیابی پائی، 19,06,657 / افراد محروم رہ گئے۔ ایک سال پہلے جب ڈرافٹ این آرسی کی اشاعت ہوئی تھی، اس وقت 41 / لاکھ افراد رجسٹر سے باہر رہ گئے تھے۔ لیکن فائنل اشاعت تک بہت سے لوگوں کی اپیلیں کامیاب رہیں اور 31 / اگست 2019ء کو 19,06,657 افراد باقی رہ گئے۔ اِس طرح 1979ء میں طلبہ کی تحریک کے آغاز سے 2019ء میں فائنل این آرسی کی اشاعت تک پورے پچاس برس گذر چکے ہیں۔

صرف ایک ریاست میں 19 / لاکھ لوگوں کا اپنی شہریت کو ثابت نہ کر پانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اِس تشویش ناک تعداد کے پیش نظر کوئی بھی گروپ مطمئن نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ایک مخصوص فکر رکھنے والے لوگ جو کل تک بڑے جوش وخروش سے آسام میں این آرسی کی حمایت کیا کرتے تھے، اب اِس کے دوبارہ انعقاد کا مطالبہ کرنے لگے ہیں۔ اس کی تیاری میں حکومتی مشینری کا قصور بھی مانا جاتا ہے، میڈیا رپورٹ کے مطابق بہت سے نام جو ڈرافٹ لسٹ میں شامل تھے، فائنل لسٹ سے غائب ہوگئے۔ سینکڑوں خاندانوں کی شکایت یہ ہے کہ انہیں دستاویزات کی جانچ کیلئے دور دراز کے مقامات پر طلب کیا گیا لیکن وہاں تک پہنچنے کے لئے اتنا کم وقت دیا گیا کہ پہنچنا بھی ان کے لئے ممکن نہ تھا جس کی وجہ سے ان کے نام رجسٹر میں نہ آسکے۔ کچھ کہتے ہیں کہ رفیوجی سرٹی فکٹ کو بطور ثبوت قبول نہیں کیا گیا جبکہ قانوناً اِسے ثبوت کے طور پر قبول کرنا چاہئے تھا۔ اکثریت کی رائے یہ ہے کہ یہ عظیم تجربہ غیر قانونی مہاجرین کی شناخت

کرنے میں ناکام ثابت ہوا ہے۔کہا جاتا ہے کہ سپریم کورٹ میں آخری اپیل کرنے کے باوجود جولوگ ناکام رہیں گے انہیں آسام کی جیلوں اور نظر بندی کیمپ میں رکھا جائے گا۔اگر دس نظر بندی کیمپ اور قائم کردیئے جائیں تب بھی اِن میں 35000 /افراد سے زیادہ کی گنجائش نہیں ہوگی۔پھر آسام میں وہ کون سی جگہ ہے جہاں 19 / لاکھ لوگوں کو نظر بند رکھا جاسکے۔پڑوسی ملکوں سے یہ امید نہیں رکھی جاسکتی کہ وہ اِن میں سے کسی کو اپنی سرحدوں کے اندر قبول کریں گے۔اِن سب کو پہلی اپیل فارینرس ٹربیونل میں کرنا ہے۔ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ گورکھا سماج کے جو ایک لاکھ لوگ این آرسی سے باہر رہ گئے ہیں انہوں نے طے کیا ہے کہ وہ فارینرس ٹربیونل میں اپیل نہیں کریں گے، انجام خواہ کچھ بھی ہو۔

مرکزی حکومت کے خطرناک ارادے:

اس عنوان پر ایک طویل بحث کی گنجائش ہے لیکن اِس وقت ہم مختصراً مرکزی حکومت کے ارادوں اور اقدامات پر روشنی ڈالیں گے۔اِس سے آپ کو معاملے کی سنجیدگی اور اہمیت کا اندازہ ہوجائے گا۔

مرکزی وزارتِ داخلہ نے 18 /اکتوبر 2018ء کو سٹی زن شپ رولز میں ترمیم کرکے ہندوستانی شہریت کی درخواست دینے والے شخص کے لئے لازمی کردیا ہے کہ وہ اپنا مذہب بھی درج کرے۔اس تبدیلی سے حکومت کا مقصد کیا ہے، وہ سٹی زن شپ (ترمیمی) بل، 2016ء سے ظاہر ہوجاتا ہے جو اب لیپس ہوگیا ہے۔حکومت نے اسے نئے سرے سے لوک سبھا میں پیش کرکے منظور کروالیا ہے۔مذکورہ بل سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء میں ترمیم کرنے کے مقصد سے پیش کیا گیا ہے۔سیکشن (2) میں جو مختلف اصطلاحات کی تشریح کرتا ہے اس کے سب سیکشن (b) میں ''غیر قانونی مہاجرین'' Illegal Migrants کی تشریح دی گئی ہے۔جو غیر قانونی طور پر داخل ہونے والے ہر مذہب کے مہاجرین کے لئے ہے۔مذکورہ بل اس کلاز کے نیچے درج ذیل الفاظ درج کرنا چاہتا ہے۔

''بشرطیکہ اقلیتی طبقے سے تعلق رکھنے والے یعنی ہندو، سکھ، بدھسٹ، جین، پارسی، کرسچین

جو افغانستان، بنگلہ دیش یا پاکستان سے آئے ہوں، انہیں اِس ایکٹ کے مقصد کے لئے ''غیر قانونی مہاجر'' نہیں سمجھا جائے گا......'' ساتھ ہی Third Schedule میں اِن کی آمد کی مدت کو گیارہ سال سے کم کر کے چھ سال کرنے کی تجویز بھی شامل ہے۔

ان تمام لوگوں کو شہریت کے لئے عریضہ کرنے کا اہل قرار دیا ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ اس بل میں وہ مہاجرین جو مسلمان ہیں انہیں یہ حق نہیں دیا گیا ہے۔ وزیر داخلہ اعلان بھی کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر دیگر مذاہب کے مہاجرین کو شہریت عطا کرنے کے لئے قانون بنایا جائے گا۔ ماہرین قانون کا خیال ہے کہ اِس بل کے قانون بن جانے کے باوجود سپریم کورٹ اِسے رد کر دے گا۔ تصویر بالکل ویسی ہے جیسی علامہ اقبالؒ نے ایک صدی پہلے پیش کی تھی یعنی ؂

رحمتیں ہیں تری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

بے شک مذکورہ بل ملک کے سیکولر تانے بانے کو تار تار کرنے والا ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ دستورِ ہند میں آرٹیکل 14 کے تحت جو مساوات کا اصول دیا گیا ہے، یہ بل اس کی بنیاد پر بھی پورا نہیں اترتا۔ این آر سی میں مذہب کا خانہ رکھ کر حکومت مستقبل میں کیا کرنا چاہتی ہے اس کا واضح اشارہ مل جاتا ہے۔

بدقسمتی یہ ہے کہ جہاں مسلمانوں کی بات آتی ہے ساری سیاسی جماعتوں کو گویا سانپ سونگھ جاتا ہے تاکہ ان کے اوپر ''مسلمانوں کی منہ بھرائی'' کا الزام نہ آئے۔ اگر چہ بل کھلے طور پر مسلمانوں کے خلاف ہے۔ لیکن کوئی کچھ بولنے کو تیار نہیں، میڈیا کی تو اب بات بھی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ ایک ''خطرناک صورتِ حال'' Alarming Situation ہے اور ملک کو انتشار (Anarchy) میں مبتلا کرنے کی ایک بدبختانہ کوشش۔ مذہبی منافرت پھیلانے اور تفریق پیدا کرنے والے اِس قانون سے خاص طور پر مسلمانوں اور دیش بھر کے انصاف پسندوں، سیکولر اور جمہوری ذہن رکھنے والوں، مساوات اور قومی یکجہتی کے علم برداروں کا تشویش میں مبتلا ہونا

بالکل فطری امر ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک سیاسی پارٹی اور اس کی مختلف تنظیموں کو چھوڑ کر خود آسام کی تمام سیاسی جماعتوں اور سماجی تنظیموں نے اس کی زبردست مخالفت کی ہے۔ اِس کے اسباب پر بحث کرنے کا موقع نہیں لیکن جو لوگ اِس قانون کے خلاف آواز اٹھائیں یا اسے رد کروانے کے لئے سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹائیں ان کے ہاتھ مضبوط کرنے کی گذارش ضرور کی جاسکتی ہے۔

تجربہ کامیاب یا ناکام:

کارگل جنگ کے ہیرو ریٹائرڈ فوجی محمد ثناء اللہ کی بطور غیر قانونی مہاجر کے آسام میں گرفتاری نے نئے تنازعہ کو جنم دیا ہے۔ ایک ایسے شخص کا نام جس نے دیش کی حفاظت کے لئے اپنی جان کی بازی لگائی، این آرسی میں شامل نہ ہونا اِس پوری کاروائی کو لغو تو ثابت کرتا ہی ہے، ہمیں مستقبل میں چوکنا اور بیدار رہنے کا اشارہ بھی دیتا ہے۔

جب ہم دیکھتے ہیں کہ صرف ایک ریاست کا قومی رجسٹر برائے شہریت تیار کرنے میں چودہ برس کا عرصہ گذر گیا۔ 1220 رکروڑ روپے پھونک دیئے گئے، ستاون ہزار کرمچاریوں کو بیلوں کی طرح کام کرنے کیلئے جھونک دیا گیا، اس کے باوجود تیار کئے گئے رجسٹر سے کوئی مطمئن نہیں۔ظاہری بات ہے کہ اگر پورے ملک کی این آرسی تیار کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی تو ملک کے معاشی اور سماجی طور پر خلفشار میں مبتلا ہو جانے کا خدشہ ہے جو کسی کے مفاد میں نہیں ہوگا اور اس کوشش کو اس نظر سے دیکھا جائے گا کہ حکومت لوگوں کو این آرسی میں الجھا کر ملک کے حقیقی مسائل کی پردہ پوشی کرنا چاہتی ہے۔

آسام این آر سی سب سے جدا:

مندرجۂ بالا حقائق اس بات کے گواہ ہیں کہ آسام این آرسی کی تیاری کی کارروائی سب سے جداگانہ ہے۔ جو 19 رلاکھ لوگ این آرسی سے باہر رہ گئے ہیں ان میں مزدوروں، غریبوں اور ان پڑھ لوگوں کی اکثریت ہے۔ لیکن یہ سچویشن اب ملک کی کسی ریاست میں آنے والی نہیں ہے اِس پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ اگر تھوڑے بہت غیر قانونی مہاجرین پائے بھی گئے تو وہ ان

ریاستوں میں پائے جائیں گے جن کی سرحدیں پڑوسی ممالک سے ملی ہوئی ہیں ۔لیکن آسام کی طرح اِن سرحدی ریاستوں کے لئے کوئی خصوصی قانون نہیں ہے اس لئے دیگر علاقوں کے ساتھ ساتھ اِن ریاستوں کا این آرسی بھی دستور ہند اور سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء کے تحت ہی بنایا جائے گا۔ اِن قوانین کی روشنی میں این آرسی میں ایک حقیقی شہری کا نام درج کروانا نسبتاً آسان کام ہے ۔ ہمارا مشورہ ایک بار اور یہی ہے کہ مندرجہ بالا دونوں قوانین سے بھرپور استفادہ کریں۔

ہمارا مقصد

ہمارا مقصد اِس کتاب کے ذریعے این آرسی کی تیاری کے سلسلے میں عام آدمی کی رہنمائی اور مدد کرنا اور این آرسی میں نام درج کروانے کے عمل کو آسان بنانا ہے ۔ اِس کے لئے ہم نے بعض قوانین کو مختصر کر کے انہیں آسان الفاظ میں پیش کیا ہے اور ان کی تشریح وتعبیر اس انداز سے کی ہے کہ عام آدمی کے کام آسکے ۔کسی قانونی نکتے پر بحث اٹھانا مقصود نہیں ۔اس لئے جن قارئین کو کوئی شک شبہ ہو ان کو چاہئے کہ وہ قانون کی مستند کتابوں سے رجوع ہو کر اپنے شکوک رفع کرلیں ۔ ہم قانون کی کتاب نہیں لکھ رہے ہیں ۔عوام کو یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ شہریت کے یہ قوانین ان کی مدد کرنے کے لئے ہیں، خوفزدہ کرنے کے لئے نہیں ۔(مصنف)

دسواں باب

این آرسی کیسے تیار ہوگا؟

پہلے کہیں بیان کیا جا چکا ہے کہ این آرسی سے پہلے این پی آر یعنی قومی رجسٹر برائے آبادی کی تیاری کے کام کا آغاز ہوگا۔ اِس کی تیاری کا عرصہ اپریل 2020ء سے ستمبر 2020ء تک ہوگا۔ اس کے بعد این آرسی کی تیاری کے کام کی شروعات ہوگی۔ ملک کی اکثریت کا ذہن اب بھی این آرسی کے تعلق سے صاف نہیں ہے۔ اِس کے پروسیجر کے تعلق سے ہم نے ساتویں باب میں تفصیل دی ہے پھر بھی پوری ذمہ داری سے نہیں کہا جا سکتا تاوقتیکہ رجسٹرار جنرلِ آف انڈیا کی جانب سے واضح اعلان نہ ہو جائے۔ خوش قسمتی سے ہمارے سامنے آسام کا تجربہ موجود ہے جس کی روشنی میں دستور العمل کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

اندازہ یہ ہے کہ رجسٹرار جنرل آف سٹی زن رجسٹریشن ہر شخص اور ہر خاندان کو پورا پورا موقع دے گا کہ وہ اپنی شہریت ثابت کر سکے۔ این آرسی کے آغاز میں اِس کی خوب پبلسٹی کی جائے گی، این آرسی کے تعلق سے بیداری کے لئے ہر سطح پر میٹنگیں ہوں گی، ہینڈ ول تقسیم کئے جائیں گے، رہنمائی کے لئے ویڈیوز بنائے جائیں گے، دور دراز کے علاقوں میں این آرسی کی معلومات کے لئے مقررین بھیجے جائیں گے، اخبارات میں اعلان شائع ہوں گے، حکومتی سطح پر الکٹرونک اور سوشل میڈیا کا بھرپور استعمال کیا جائے گا۔ این آرسی کی خصوصی ویب سائٹ بنائی جائے گی جس میں آن لائن فارم بھرنے کی سہولت بھی ہوگی۔ گھر گھر میں عریضہ فارم پہنچائے جائیں گے، شہریت ثابت کرنے کے لئے کون سے کاغذات ضروری ہیں ان کی مکمل فہرست دی جائے گی، رہنمائی کے مراکز قائم کئے جائیں گے، انٹرنیٹ پر این آرسی کی مکمل معلومات دستیاب کروائی جائے گی، دستی طور پر عریضہ فارم اور ثبوت داخل کرنے کے مراکز قائم کئے جائیں گے، این آرسی سیوا کیندر NSK قائم کئے جائیں گے جہاں سے ہر قسم کی معلومات لی جا سکے گی۔ کس خاندان کے لئے کون سا سیوا کیندر ہے اس کی آن لائن معلومات بھی دی جائے گی، معلومات کتنے دنوں میں اور کہاں جمع کرنا

ہے اس کی رہنمائی بھی کی جائے گی ،اس کے بعد دستاویزات کی جانچ دوسطحوں پر کی جائے گی، ایک تو آفس ویری فکیشن ہوگا جس میں دستاویزات کی اصلیت کی جانچ ہوگی ، پھر ایک فیلڈ ویری فکیشن ہوگا جس میں درخواست گذار کے گھر پر جاکر درخواست کی صحت کی جانچ ہوگی ، اِن تمام کارروائیوں کی تکمیل کے بعدایک کچایعنی ڈرافٹ این آرسی شائع ہوگا،اس پراعتراضات،شکایات اوردعویداری کاموقع دیاجائے گا،کوئی غلطی ڈرافٹ فہرست میں دکھائی دے گی تودرست کروانے کا موقع دیا جائے گا،اِس کاروائی کے بعد حتمی فہرست Final NRC شائع کی جائے گی۔جن کے نام اِس فہرست میں نہ آپائیں گے انہیں فارینرس ٹریبونل میں اپیل کرنے کا اختیار ہوگا، ایسے کئی ہزارٹریبونل پورے ملک میں قائم کئے جائیں گے ۔(آسام میں سو سے زیادہ ٹریبونل بنائے گئے تھے۔)

اگرٹریبونل بھی اپیل خارج کردے گا توسپریم کورٹ میں فائنل اپیل کی جاسکے گی اور یہ کسی شہری کے تعلق سے آخری اور حتمی فیصلہ ہوگا۔

یہ اطمینان رکھنا چاہئے کہ این آرسی کی تیاری میں نہ جلد بازی کی جائے گی نہ اندھیرے میں رکھ کر کام کیا جاسکے گا۔اگرکوئی معلومات حکومت مہیا کرنے میں ناکام رہتی ہے تو RTI کے ذریعے معلومات طلب کی جاسکتی ہے ۔مندرجہ بالاتمام کاروائیاں آسام میں این آرسی کی تیاری کے تعلق سے کی گئی تھیں ۔ظاہر ہے جب ملک بھرمیں این آرسی کا کاروائی شروع ہوگی تو حکومت کواس سے ہزارگنازیادہ تیاری اورسہولتوں کے ساتھ میدان میں آنا ہوگا۔امید رکھنی چاہئے کہ حکومت این آر سی رجسٹر کی تیاری میں بخل سے کام نہیں لے گی اور ہرطرح کی سہولیتیں مہیا کرے گی۔

گیارھواں باب

ضروری دستاویز اور کاغذات

قانون کی وضاحت کرتے ہوئے مختلف مقامات پر ہم نے شہریت کے ثبوت کے لئے دستاویزات کے واضح اشارے دیئے ہیں۔ لیکن رجسٹرار جنرل آف سٹی زن رجسٹریشن کون سی دستاویزات طلب کرتا ہے یہ آرڈر جاری ہونے پر معلوم ہوگا۔ حکومتی سطح پر بھی کبھی کبھی اشارے مل جایا کرتے ہیں۔ مثلاً اکتوبر 2016ء میں الیکشن کمیشن آف انڈیا کی طرف سے شائع شدہ "Manual on Electoral Rolls" کہتا ہے۔

"...... حالانکہ فی الحال کسی کی شہریت طے کرنے کے لئے کوئی معیاری اور یکساں دستاویز پورے ملک میں نہیں ہے، لیکن کچھ کاغذات ایسے ضرور ہیں جو کسی کی شہریت طے کرتے وقت الیکشن آفیسر کی مدد کرسکتے ہیں۔ یہ دستاویزات حسب ذیل ہیں:

(۱) قومی رجسٹر برائے شہریت یعنی این آرسی (جہاں بھی بنایا جاچکا ہو)

(۲) سٹی زن شپ سرٹی فکٹ

(۳) ایک قانوناً مکمل (Valid) پاسپورٹ جسے حکومت ہند نے جاری کیا ہو۔

(۴) پیدائش کا سرٹی فکٹ۔"

اگرچہ یہ رجسٹرار جنرل آف سٹی زن رجسٹریشن کا بیان نہیں ہے جو این آرسی تیار کرنے کا ذمہ دار ہے، پھر بھی الیکشن کمیشن آف انڈیا بھی ملک کا ایک اعلیٰ سطح کا ذمہ دار ادارہ ہے، اس لئے اس کی بات میں وزن ہوتا ہے۔ این آرسی کے وقت کون سے کاغذات لگیں گے۔ اس کی فہرست اُسی وقت جاری ہوگی جب کام کا آغاز ہوگا۔ البتہ آسام میں جن کاغذات کی بنیاد پر شہریت کو جانچا گیا اسے ہم پیش کر رہے ہیں۔ اِس کو مستقبل کے کسی این آرسی کے لئے فائنل نہ سمجھا جائے، لیکن کاغذات کی تیاری ہمیں کس طرح کرنا ہے اس کا ایک اشارہ ضرور مل جاتا ہے۔

آسام کے لئے دو فہرستیں دی گئی تھیں۔

فہرستA............اور............فہرستB

............فہرستA............

اِس میں اِن دستاویزات کو شامل کیا گیا ہے جس میں کسی شخص یا اس کے باپ دادا کا نام 24 رمارچ 1971ء کی نصف رات سے پہلے موجود دکھایا گیا ہو۔(یہ شرط دوسری ریاستوں پر لاگو نہیں ہوتی، پریشان نہ ہوں)

(1) 1951ء کا این آرسی

(2) 24 رمارچ 1971ء سے پہلے کی ووٹر لسٹ

(3) زمین جائداد کا ریکارڈ

(4) شہریت کا سرٹی فکٹ

(5) مستقل رہائشی سرٹی فکٹ

(6) رفیوجی رجسٹریشن سرٹی فکٹ

(7) پاسپورٹ/ایل آئے سی

(8) کوئی سرکاری لائسنس یا سند

(9) حکومت کا ملازم ہونے کا سرٹی فکٹ

(10) بینک/پوسٹ آفس اکاؤنٹ

(11) پیدائش کا داخلہ

(12) بورڈ/یونیورسٹی تعلیمی سرٹی فکٹ

(13) کورٹ کا ریکارڈ

............فہرستB............

اگر کسی شخص کے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی کا 24 رمارچ 1971ء سے قبل کا ریکارڈ تو دستیاب ہے لیکن خود درخواست گذار شخص کا ریکارڈ دستیاب نہیں ہے تو وہ فہرست B کے کاغذات داخل کر کے ان سے اپنی رشتے داری کا ثبوت پیش کر سکتا ہے۔جو دستاویزات ان سے رشتے داری کو واضح طور پر ثابت کر سکیں وہ قابل قبول ہونگی۔اِن میں سے کوئی ایک ثبوت کافی ہوگا۔

(1) پیدائش کا سرٹی فکٹ

(2) زمین مکان کا ریکارڈ

(3) بورڈ/ یونیورسٹی سرٹی فکٹ

(4) بینک/ ایل آئی سی/ پوسٹ آفس ریکارڈ

(5) شادی شدہ خاتون کے لئے سرکل آفیسر کا سرٹی فکٹ

(6) ووٹر لسٹ

(7) راشن کارڈ

(8) کوئی اور قانونی طور پر قابل قبول کاغذ

ضروری وضاحت:

قارئین نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ آسام کے باشندوں کو شہریت کے ثبوت کے لئے جن خصوصی دستاویزات کی ضرورت تھی، ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں اُن دستاویزات کی تیاری کرنا ہے جو سٹی زن شپ ایکٹ 1955ء اور دستورِ ہند کے آرٹیکل نمبر 5 تا نمبر 11 کے تحت ضروری ہیں۔ اتنا ضرور ہے کہ مندرجہ بالا میں سے کچھ کاغذات ہمارے کام کے بھی ہوسکتے ہیں مثلاً پیدائش کا داخلہ، اسکول کا داخلہ، اسکول کا سرٹی فکٹ، راشن کارڈ، ووٹر لسٹ، زمین جائداد کا اتارا، بورڈ یونیورسٹی کی تعلیمی اسناد اور بعض معاملات میں ووٹر شناختی کارڈ، پاسپورٹ وغیرہ۔ خوش قسمتی سے اِن میں سے اکثر کاغذات ہم میں سے ہر شخص کے پاس محفوظ ہوتے ہیں، اس لئے ہمیں این آر سی میں اپنا نام درج کروانے اور اپنی ہندوستانی شہریت کو ثابت کرنے میں کسی خاص دشواری کے آنے کا امکان نہیں ہے۔ ہمیں اللہ کے بھروسے پورے اطمینان اور سکون کے ساتھ تیاری جاری رکھنا چاہئے۔